ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۵ ر ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ
۱۴ ر مارچ ۱۹۶۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ۔

(ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جہاد سے واپسی بھی جہاد کے برابر ہے۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَلْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ هُوَ عَلَيَّ ضَمَانٌ اِنْ قَبَضْتُهٗ اَوْرَثْتُهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ رَجَعْتُهٗ رَجَعْتُهٗ بِاَجْرٍ وَغَنِيْمَةٍ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انس ابن مالکؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث قدسی بیان فرماتے ہیں کہ فرمایا باری تعالےٰ نے بہرصورت اُس شخص کا ضامن ہوں۔ جو خدا کی راہ میں جہاد کر رہا ہو اگر اس صورت میں اس کی زندگی ختم ہو جائے تو جنت کا وارث قرار پاتا ہے۔ اور اگر سلامت رہے تو اپنے گھر بار میں اجر و غنیمت لے کر لوٹتا ہے۔

عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمِ الطَّائِيِّ اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ خِدْمَةُ عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ ظِلُّ فُسْطَاطٍ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ تمام صدقات میں افضل کون سا صدقہ ہے فرمایا۔ کسی انسان کی جو مجاہد فی سبیل اللہ ہو خدمت کرنا۔ مجاہدین کے لئے سایہ کا اہتمام کرنا۔ مجاہدین کے لئے سواری کا انتظام کرنا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، وہ شخص جو خوف خدا سے رویا ہو جہنم میں اس کا جانا اس طرح ناممکن ہے جیسے دودھ کا واپس تھنوں میں جانا ناممکن ہے اور خدا کی راہ میں غبار اور جہنم کا دھواں ہرگز جمع نہیں ہو سکتے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس عورت کے لئے یہ چیز حلال نہیں ہے جو اللہ تعالےٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ کہ ایک دن اور ایک رات کے بقدر سفر کرے۔ مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی ذی رحم محرم ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ" فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ امْرَاَتِيْ خَرَجَتْ حَاجَّةً، وَاِنِّي اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: اِنْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِكَ" (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ ہرگز خلوت نہ کرے کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا ذی رحم محرم نہ ہو۔ اور نہ سفر کرے کوئی عورت مگر اپنے ذی رحم محرم کے ساتھ، تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی حج کو جانے والی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھا جا چکا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ" (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرما رہے تھے کہ قرآن کریم پڑھا کرو اس لئے کہ یہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والے کے لئے یہ شفیع بن کر آئے گا۔

عَنِ النَّوَّاسِ ابْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "يُؤْتٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْقُرْاٰنِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلِ عِمْرَانَ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا" (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا۔ آپؐ فرما رہے تھے کہ قیامت کے روز قرآن کو بھی طلب کیا جائے گا اور ان قرآن والوں کو بھی جو اس قرآن پر دنیا میں عمل کیا کرتے تھے۔ لیکن قرآن سے پیش پیش سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران ہوں گی اور یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جواب دہی کریں گی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهٖ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو آدمی قرآن کریم پڑھتا ہے اور وہ اس کی تلاوت میں ماہر ہے (وہ قیامت کے روز) فرمانبردار معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص قرآن کریم پڑھتا ہے اور وہ اس میں اٹکتا ہے اور اس کا پڑھنا اس پر دشوار ہے اس کے لئے دوگنا ثواب ہے۔

قرآن پڑھئے، قرآن سمجھئے اور اس پر عمل کیجئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ　　لاہور

خدام الدین

فون نمبر: ۶۷۵۴۵

جلد ۱۴ | ۲۵ رذی الحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۴ رمارچ ۱۹۶۹ء | شمارہ ۴۵

خطبۂ صدارت

آئینِ شریعت کانفرنس ڈیرہ اسمٰعیل خان

(منعقدہ: ۱۷، ۱۸، ۱۹ رذوالحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۷، ۸، ۹ رمارچ ۱۹۶۹ء)

از: (حضرت مولانا) عبیداللہ انور امیر جمعیۃ العلماء اسلام مغربی پاکستان

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّابعد: فاعوذباللہ من الشیطٰن الرّجیم: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:—

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ،

ترجمہ: یقیناً دِین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

بزرگانِ محترم اور برادرانِ عزیز!

سب سے پہلے جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کے رہنماؤں اور کارپردازوں کو بالخصوص اور ڈیرہ اسمٰعیل خان کے غیور وجسور مسلمانوں کو بالعموم صدق دل سے اس امر پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے اس نازک دور میں جب کہ ملکی حالات ایک نہایت اہم موڑ پر ہیں اور ملک کے مستقبل کو سنوارنے کے لئے آئینی اصول طے کئے جا رہے ہیں اور اس کے دستوری خاکوں میں رنگ بھرنے کے لئے رہنمایانِ قوم پر تول رہے ہیں۔ "آئین شریعت کانفرنس" کے انعقاد کا روح پرور اور ایمان افروز فریضہ ادا کیا ہے اور اس طرح ملک بھر سے علمائے امت اور زعمائے ملت کو اکٹھا کر کے شریعت کی آواز کو اجتماعی طور پر بلند کرنے اور دین پسندوں کی قوت کا مظاہرہ کرنے میں اہالیانِ ڈیرہ سارے ملک سے بازی لے گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اہالیان ڈیرہ کے اس مخلصانہ جذبے اور مبارک اقدام کو قبولیت سے نوازے اور کانفرنس کا اہتمام کرنے والوں اور اس میں حصّہ لینے والوں کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

عزیزانِ محترم! سب حضرات جانتے ہیں کہ پاکستان دنیا کے نقشہ پر اسلام کے نام پر عالم وجود میں آیا تھا۔ اور اس کے قیام کے وقت قوم کو فقط ایک ہی نعرہ دیا گیا تھا "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الاّ اللہ" جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ پاکستان میں حاکمیت فقط اللہ تعالےٰ کی تسلیم کی جائے گی اور اس مملکتِ خداداد میں شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مکمل نفاذ ہوگا۔ چنانچہ یہ ایک زندہ وتابندہ حقیقت ہے کہ دنیا کا یہی وہ واحد ملک ہے جس کی تشکیل کے لئے ایک پوری قوم نے جغرافیائی سرحدوں پر نظریاتی سرحدوں کو ترجیح دی ہے اور کلمہ لا الٰہ الاّ اللہ کو ملک کے قیام کے لئے بنیاد بنایا ہے۔ پس اگر یہاں مسلمانوں کو اسلامی اصول کے مطابق زندگی بسر کرنے کا موقع نہ ملے اور اس ملک میں کتاب و سنت کے مطابق قوانین نافذ نہ کئے جائیں تو ایسا کرنا نہ صرف اسلام سے بغاوت کے مترادف ہوگا بلکہ نظریۂ پاکستان کے بھی قطعاً منافی ٹھہرے گا—لیکن بدقسمتی سے اس مملکتِ خداداد میں ۲۱ برس سے تعلیمات اسلام اور نظریۂ پاکستان سے حد درجہ بے نیازی وبے اعتنائی برتی گئی۔ اور اس تمام عرصہ میں حکمران طبقہ دینِ اسلام سے اس طرح کا معاملہ کرتا رہا جیسے کوئی دشمن اسلام طاقت "اسلام" سے دیرینہ انتقام لینے کے درپے ہو۔ بہرحال اللہ تعالےٰ کا نظام ہے جن لوگوں نے دینِ خداوندی سے دشمنی کی اللہ تعالےٰ نے انہیں ذلیل و رسوا کیا اور بالآخر وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے۔

اس حکومت نے بھی اسلام پر کچھ کم کرمفرمائی نہیں کی بلکہ ان کے دور میں دین اسلام کے تمام شعبوں کی تباہی و بربادی ہوئی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ "آئین شریعت" ان کی چیرہ دستیوں کے باعث اللہ کے حضور فریاد کناں اور نالہ سنج ہے۔ ملک میں فیملی لا آرڈی نینس (عائلی قوانین) نافذ کر دیا گیا۔ خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر نسل کشی کی مہم چلائی گئی اور اس بے ہودہ منصوبے پر ملک و قوم کے کروڑوں روپے ضائع کر کے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی شانِ رزاقیت کو چیلنج کیا گیا اور فحاشی و بدمعاشی کو فروغ دینے میں سرگرم حصّہ لیا گیا۔ ادارہ تحقیقات اسلامیہ کے نام سے اسلام میں تحریفات کا دروازہ کھولا گیا اور اسلامی عقائد و نظریات کو سبوتاژ کرنے کی بھرپور سازش کی گئی۔ مرزائیت کو بال و پر مہیا کئے گئے۔ پریس پر پابندیاں عائد کی گئیں اور اس طرح ملک میں لامذہبیت اور انارکی کے لئے راہ ہموار کر دی گئی— یہ تمام پابندیاں عائد کرنے کے بعد اربابِ اقتدار نے خیال یہ کیا کہ عوام کی طاقت کو کچل دیا گیا ہے اور اس ملک میں کوئی ایسا فرد نہیں جو حکومت کے جاہ و جلال کے سامنے دم مارنے کی جرأت کر سکے۔ لیکن یہ سب تصورات باطل ثابت ہوئے اور ان کی حقیقت ایک سہانے خواب سے آگے نہ بڑھ سکی۔ لاوا اندر ہی اندر پکتا رہا، اضطراب میں اضافہ ہوتا گیا اور بالآخر جب جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے اس تیرہ و تاریک فضا اور ایک اضطراب انگیز سیاسی گھٹن سے نجات پانے کے لئے مئی ۱۹۶۸ء کو لاہور میں ایک سہ روزہ عظیم الشان کانفرنس کے موقع پر پانچ ہزار کے

لگ بھگ علماء کا فقید المثال جلوس نکلا۔ یہ لاوا ملک کے دونوں صوبوں کے نامور اور شعلہ بیان علماء کرام کی تقاریر اور آغا شورش کاشمیری کے معرکۃ الآراء خطاب کی صورت میں پھوٹ کر بہہ نکلا اور اس نے ملک کی فضا کو شعلۂ جوالہ بنا کر رکھ دیا۔

علماء کرام جو پہلے ہی خاموش نہ تھے ملک کے کونے کونے میں تیز ہوا کی طرح پھیل گئے۔ ان کے بعد وکلاء میدانِ عمل میں آگئے اور اس کے ساتھ طلباء عزیز آندھی کی طرح محاذ پر چھا گئے۔ چنانچہ اس جمود کے ٹوٹنے پر عوام کے ہر طبقہ نے اسلامی قوانین کے نفاذ اور بحالی جمہوریت کے لئے تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اب عالم یہ ہے کہ ملک کا بچہ بچہ اور ہر فرد موجودہ اقتدار کے خلاف اپنے اپنے محاذ پر صف آراء ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ طاقت سرنگوں ہو چکی ہے اور صداقت مسکرا کر کہہ رہی ہے کہ نشۂ اقتدار میں بدست دینِ خداوندی سے غفلت و اعراض اور نافرمانی کی تمام سنتیں تازہ کرنے والے حکمرانو! اب بھی وقت ہے ہوش میں آؤ اور خدا کی غیرت کو مزید آزمانے کی کوشش نہ کرو۔

دیکھو! توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ اپنے گناہوں پر ندامت محسوس کرو، طاقت کو بھول کر صداقت کی آغوش میں آ جاؤ، اسلام کی بارگاہ میں کی گئی گستاخیوں پر قادرِ مطلق سے معافی مانگو۔ مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی بجائے خالق کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو۔ اور آئینِ شریعت کے نفاذ کا منصوبہ تیار کر کے اپنی سابقہ بے عملیوں کا کفارہ ادا کر دو۔

عزیزانِ گرامی قدر! میں حکومت ہی سے نہیں اپوزیشن رہنماؤں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ سابقہ حکمرانوں کے حشر سے عبرت پکڑیں۔ اور اسلام کے دامنِ رحمت و عافیت میں پناہ لیں۔ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر ہرگز نہیں ہے، اس کی لاٹھی بے آواز ہے مگر جب وہ گرفت کرتا ہے تو اس کی شانِ قہاری و جباری کے سامنے بڑے بڑے فراعنہ و نماردہ کا زہرہ آب ہو جاتا ہے۔ ان کا غرور خاک میں مل جاتا ہے اور اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ کی صداؤں کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا ہے۔ اس لئے سب پر لازم ہے کہ وہ اپنا سرِ نیاز خدائے برتر و بالا اور قادرِ مطلق و بے نیاز کے آگے جھکا دیں۔ اسی کے قانون کو اپنائیں اور پیغمبر آخر الزمان کی لائی ہوئی شریعت کو اللہ کی زمین پر نافذ کر کے خدائے رحیم و کریم کے سامنے سرخرو ہوں اور نظریۂ پاکستان سے وفاداری کا ثبوت دیں — اس طرح ہم دنیا کو بھی جنتِ ارضی بنانے کا ذریعہ بنیں گے اور آخرت میں جنّاتِ نعیم کے مستحق ٹھہریں گے۔

محترم حضرات! جمعیۃ علماء اسلام شروع ہی سے اس امر کی داعی ہے کہ اس ملک میں اللہ کا قانون اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا مکمل نفاذ ہو — ہمارے اکابر اسی نظریہ کی نشر و اشاعت کرتے ہوئے دنیا سے سدھارے ہیں اور ہم بھی بحمداللہ تعالیٰ نظامِ شریعت کے قیام کے لئے ساعی ہیں اور ساعی رہیں گے اور جب تک آئینِ شریعت کا نفاذ نہیں ہو جاتا ایک پل چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے پہلے صدر تھے۔ انہی کی دوڑ دھوپ اور مساعی جمیلہ سے لیاقت علی مرحوم نے دستور ساز اسمبلی سے قراردادِ مقاصد پاس کرائی تھی۔ چنانچہ یہی جماعت قراردادِ مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوشاں رہی اور اب یہی جماعت "آئینِ شریعت" کا پھریرا لے کر میدان میں نکلی ہے اور انشاء اللہ یہ جماعت ہر محاذ پر اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھے گی۔ اور اسلام پر تن من دھن قربان کرنے سے کبھی گریز نہیں کرے گی۔

اسلام کے معنی

لغت کی ورق گردانی کیجئے تو سونپنا، تفویض کرنا، اپنے کو کسی کے سپرد کرنا اور کسی کے حوالے کر کے اس کے آگے گردن ڈال دینا، اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور احکام کی بجا آوری کے لئے سر جھکا دینا" یہ سب معانی لفظ اسلام کے نظر آئیں گے۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کے مذہب کو بھی اسلام اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کامل طور پر اللہ کے فرمانبردار اور اطاعت شعار ہوتے ہیں اور ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ غرض مسلمان وہ ہے اور اسلام کا تابعدار وہی کہلا سکتا ہے جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے اپنا سر جھکا دے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ لفظ اسلام کا مادہ "سلم" سے ہے۔ سلم کے معنی صلح، سلامتی اور انکسار کے ہیں۔ چونکہ تعلیم الاسلام کا اصلی اور براہِ راست تعلق امن اور صلح سے ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اسلام کے نام سے سرفراز فرمایا ہے۔ اگر دینِ اسلام کی ذاتی حیثیت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس مذہب کی ابتداء اور انتہا صرف تین جملوں میں سما جاتی ہے:۔

۱۔ زندگی بسر کرنے کا بہتر سے بہتر قانون ——— اسلام کی علمی حیثیت ہے۔

۲۔ اس قانون کی تکمیل اور تبلیغ ——— یہ اسلام کی عملی منزل ہے۔

۳۔ بہترین دنیا اور آخرت کا حاصل ہو جانا ——— یہ تعمیل و تبلیغ اسلام کا نتیجہ ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ چند باطل پرست لوگ کرۂ ارض کی آسائش و آرائش پر قابض تھے۔ آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے اسلام کو پیش کیا۔ باطل پرستوں نے اسلام کے خد و خال پر نظر ڈالتے ہی اس امر کا اندازہ کر لیا تھا کہ:۔

۱۔ اگر تبلیغ اسلام جاری رہی تو ہمارے تمام پیرو مسلمان ہو جائیں گے

۲۔ اور اگر انہوں نے احکامِ اسلامی یعنی آئینِ شریعت کی پیروی کی تو پھر وہ دنیا کے مالک بھی ہو جائیں گے۔

اس خیال کے ساتھ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ خواہ کچھ ہی ہو ہم نہ تو مسلمانوں کو احکامِ اسلام پر عمل پیرا ہونے کی اجازت دیں گے اور نہ تبلیغ و اشاعت کی اجازت دیں گے۔ انہوں نے مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم توڑے، انہیں گھروں سے نکالا، جائدادوں سے محروم کر دیا اور ان تمام تر مزاحمتوں کے باوجود جب اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور تعمیلِ اطاعت کا سلسلہ نہ رُکا تو یہ باطل پرست لوگ تلواریں ہاتھ میں لے کر مسلمانوں کے سامنے

آ کھڑے ہوئے لیکن پھر بھی منہ کی کھائی اور اللہ کا دین نافذ ہو کر رہا۔ لیکن آج کس قدر بدبختی کا مقام ہے کہ اسلام کا راستہ کافر نہیں بلکہ نام نہاد مسلمان اور اسلامی نام رکھانے والے ہی روک رہے ہیں۔ کہیں مولوی پر پھبتیاں کسی جا رہی ہیں، کہیں اسلام کو فرسودہ نظام قرار دیا جا رہا ہے، کہیں اسلام میں طرح طرح کے غیر اسلامی نظریات و عقائد داخل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور کہیں اس پاکیزہ نام کے ساتھ مختلف "ازموں" اور نظام ہائے کفر کی پیوندکاریاں کر کے اس جامع و اکمل اور ابدی آئین و دستور کو ناقص ثابت کرنے کی سعیٔ لاحاصل کی جا رہی ہے۔

اسلام یا آئینِ شریعت
مکمل ضابطۂ حیات اور جامع دستورِ زندگی ہے

برادرانِ عزیز! اچھی طرح جان لیجئے کہ اسلام محض رسوم و رواج اور نماز روزہ و عبادت کا ہی نام نہیں۔ یہ ایک جامع و مانع نظامِ حیات ہے۔ ایک مکمل اور منظم دستورِ زندگی ہے۔ انسانیت کے ہر ہر گوشہ اور ہر ہر شعبہ پر حاوی ہے اور انسانی اعمال کا کوئی مناقشہ ایسا نہیں جس کے لئے یہ حکم اور قولِ فیصل نہ رکھتا ہو۔ یہ اپنی توحیدِ تعلیم میں انتہائی غیور ہے اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی چوکھٹ پر جھکنے والے کسی دوسرے دروازے کے سائل بنیں۔ مسلمانوں کی اخلاقی زندگی ہو یا عملی، سیاسی ہو یا معاشرتی، دینی ہو یا دنیاوی، حاکمانہ ہو یا محکومانہ وہ ہر زندگی کے لئے ایک اکمل ترین قانون اپنے اندر رکھتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ آخری اور عالمگیر مذہب نہ ہوتا۔

خوب یاد رکھئے! یہ ہو نہیں سکتا اور یہ اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔ کہ ایک شخص توحید تو اسلام سے لے لیکن عبادت کے لئے مسجد، مندر اور کلیسا کو یکساں سمجھے یا رسالتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ایمان لے آئے لیکن معاشیات کے قاعدے کارل مارکس سے، دستورِ مملکت کے رموز ناخدایانِ مغرب سے اور اخلاق کے ضابطے گوتم بدھ سے سیکھنے جائے۔ معادیات، معاشیات، اخلاقیات، اجتماعیات اسلام کے سب اپنے ہیں۔ کسی اور دین، کسی اور نظریے کی پیوندکاری اس کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتی۔

اسلامی جمہوریت اور اسلامی سوشلزم وغیرہ

عزیزانِ گرامی! آج کل ان اصطلاحات پر بڑی بڑی بحثیں ہو رہی ہیں اور اخبارات کے کالم کے کالم سیاہ ہو رہے ہیں — حالانکہ یہ دونوں اصطلاحیں اسلام کے مزاج کے خلاف ہیں۔ جو شخص اسلامی جمہوریت کی اصطلاح استعمال کرتا ہے وہ بھی اسلام کو ناقص تصور کرتا ہے اور جو اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کو رواج دینے کے غم میں گھلا جا رہا ہے وہ بھی اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات نہیں سمجھتا۔

اس سلسلہ میں بڑا فریب یہ دیا جاتا ہے کہ ان ازموں اور طرزہائے زندگی میں شامل سب کچھ اسلام میں ہے اور یہ نظریے اسلام کے خلاف نہیں۔ ان حضرات کی خدمت میں بڑے ادب سے گذارش کرتے ہیں کہ بھائی! اگر یہ سب کچھ اسلام میں ہے اور اسلام کے خلاف یہ نظریہ نہیں تو پھر اس کا نام جمہوریت یا سوشلزم رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسے صرف اسلام ہی کیوں نہ کہہ دیا جائے۔ اسلامی جمہوریت یا اسلامی سوشلزم کی پیوندکاری سے کیا حاصل ہے اور ریشم کے پاکیزہ و صاف کپڑے میں یہ ٹاٹ کا پیوند کیوں لگانا چاہتے ہو؟

صاف اور سیدھی بات یہی ہے کہ نہ اسلام کا مزاج مغربی جمہوریت سے لگا کھاتا ہے اور نہ ہی کمیونزم کو اسلام سے سروکار ہے۔ اسلام فقط اللہ عز اسمہٗ جل مجدہٗ کی حاکمیت کا قائل ہے اس کا اعلان ہے ان الحکم الا للہ۔

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری!

اسلام میں سربراہِ مملکت کا کام نیابت و خلافت ہے۔ اس کا پیغمبر بھی قانونِ خداوندی ہی کا نفاذ کراتا ہے اور اپنی خواہشات کے پیچھے کسی کو نہیں چلاتا۔ اسی لیے اس کا معاشی نظام کسی فنی اور طبقاتی تقسیم کی نفرت پر مبنی نہیں بلکہ توحید کے فطری اصول پر قائم ہے۔ اسلام نہ اشتراکی آمریت کا حامی ہے نہ یورپ کے سرمایہ دارانہ نظام کا مؤید ہے۔ اسلام شخصی ملکیت کے بنیادی حق کو تسلیم کرتے ہوئے کسی کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ وہ دوسروں کے حقوق کا استحصال کر سکے۔

آئینِ شریعت بے مثل ہے۔ برادرانِ اسلام! آئینِ شریعت ہر اعتبار سے منفرد اور بے مثل ہے۔ دنیا کا کوئی آئین اور دستور اس کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ دنیا کی حکومتوں کے قوانین و دساتیر چند انسانوں کے باہمی صلاح و مشورے کے مرہونِ منت ہیں، اور ظاہر ہے انسان کا بنایا ہوا کوئی قانون نقائص سے پاک نہیں ہو سکتا اس لئے کہ انسان خود ناقص اور اخلاقی کمزوریوں کا حامل ہے نیز اس کی عقل بھی محدود ہے۔

عزیزانِ محترم! یہ شرف صرف آئین اسلامی ہی کو حاصل ہے کہ وہ اس ذات بے ہمتا کا بنایا ہوا ہے جس کا علم زمین و آسمان کے ذرے ذرے پر حاوی ہے اور جو ہر انسان کی فطری اور طبعی ضروریات سے بخوبی واقف ہے۔ اس لئے اس کا بنایا ہوا قانون ہی ہر زمانہ میں ساری دنیا کے تمام انسانوں کی ضروریات کا ضامن اور کفیل ہو سکتا ہے۔

خوش نصیب ہیں آپ حضرات کہ قانونِ الٰہی کے وارث ہیں اور یہ آپ کے پاس محفوظ ہے۔ لیکن یہ انتہائی بدقسمتی ہوگی کہ اسے عملی زندگی میں نہ اتارا جائے۔

آزما کر دیکھیے معزز حضرات! آئینِ شریعت کی پکار سنو اور اس پر کان دھرو! اگر تمہیں کسی قسم کا شک و اشتباہ ہے کہ یہ قانون کس طرح ایک قوم کے لئے زندگی بخش ہو سکتا ہے اور محض دستورِ اسلامی پر کیسے حیاتِ قومی کا انحصار ہے تو اپنے ماضی کو دیکھو۔ قرونِ اولیٰ کی شاندار روایات آپ کے سامنے ہیں اور اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز کا دورِ حکومت آئینۂ تاریخ میں آج تک پوری آب و تاب سے جگمگا رہا ہے۔ پھر اس کا موازنہ موجودہ مغربی قوانین سے کیجئے اور دیکھئے کہ کوئی دُور کی نسبت بھی اسے اُس قانون سے ہے؟ اپنے ہی ملک کے قانون کو دیکھ لیجئے۔ اس کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں اور دنیا جانتی ہے کہ انسان کا بنایا ہوا کوئی قانون اٹل اور غیر متبدل نہیں۔

آئیے۔ ہم سب مل کر جو آئینِ شریعت کانفرنس میں شریک ہیں یہ عہد کریں کہ ہم اس ملک میں آئین و قوانینِ شریعت نافذ کر کے دم لیں گے۔ اور اس راہ میں بڑی سی قربانی سے بھی ہرگز دریغ نہ کریں گے کیونکہ اسی میں ملک کے استحکام و سالمیت کی ضمانت ہے۔

حضراتِ محترم! اس اعلان کے بعد اب مجھے اجازت دیجئے کہ موجودہ حالت اور آئندہ طریقِ عمل کی نسبت

اپنی ناچیز رائے آپ کی خدمت میں پیش کروں۔

آپ سب جانتے ہیں کہ ہمارا یہ اجتماع جس کے انعقاد پر آپ کو خطبہ شروع کرنے سے قبل میں مبارکباد پیش کر چکا ہوں ایک جماعتی عمل ہے ہم سب جمع ہوئے ہیں کہ آئین شریعت کے نفاذ کی راہیں سوچیں اور اپنے گم کردہ مقصد کی جستجو کریں۔ اس لیے ضروری ہے کہ حکمت الٰہی نے تمام اعمال کی کامیابی کے لئے جو شرائط مقرر کر دی ہیں وہ اس عمل کی کامیابی کے لئے بھی ضروری سمجھیں۔ چنانچہ ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ مقصد کی جستجو سے پہلے خود اپنے اندر ان شرائط کی جستجو کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قوتیں عطا فرمائی ہیں۔ دماغ دیا ہے۔ جو ارادہ کرتا ہے اور اعضا و جوارح دیئے ہیں جو اس ارادے کو فعل میں لاتے ہیں۔ پس ہر انسانی عمل کی کامیابی کے لیے قدرتی طور پر دو باتیں ضروری ہیں۔ ارادہ کا صحیح ہونا اور فعل کا صحیح ہونا اور منصوبہ بندی سے انجام پانا۔ دنیا کا کوئی عمل نہیں جو ان دو شرطوں کے بغیر وجود میں آسکے لہٰذا اس راہ کی شرط نیت کا اخلاص ہے یعنی جو کام کیا جائے اس سے مقصود صرف رضائے الٰہی اور ادائے فرض ہو۔ غرض یہ ہے۔ کہ نفس اور ذات کی خواہشوں اور آلودگیوں کو اس میں کوئی دخل نہ ہو بلاشبہ ہمارا مقصد نہایت عظیم ہے۔ اور ہم نے ادائے فرض اور خدمت انسانی کی ایک ایسی راہ منتخب کی ہے جس سے بڑھ کر ذمہ داری کی انسان کے لیے کوئی راہ نہیں ہو سکتی ہمارے کاندھوں پر اللہ کے رسولوں اور نبیوں کی نیابت کا مقدس بوجھ ہے اور ہمارے سامنے حق کی شہادت اور اُمت مرحومہ کے احیاء و تجدید کا عظیم الشان کام ہے۔ پس اگر ایسے مقدس اور اعلیٰ و ارفع کام کے لئے بھی ہم خلوص نیت نہ رکھ سکیں اور اغراض واہوا کی کدورتیں ہمارے دلوں کو ملوث کرتی رہیں تو ہمارے لئے یہ مقام شرم و ندامت ہے اس راہ کی دوسری شرط کام کی صحیح منصوبہ بندی اور صحت و صلاحیت عمل ہے۔ جب ارادہ و اعتماد صحیح ہو گیا تو اب اس کو فعل میں لانے کے لئے جو طریقے اختیار کئے جائیں وہ منہج حق و ثواب پر ہوں۔ ہر طرح کی گمراہی، کجروی اور کمزوری و نقائص سے محفوظ ہوں۔ اس بارے میں قرآن حکیم نے ہمیں بتایا ہے کہ تمام برکات عمل کا اصلی مبدأ اور سرچشمہ سنت نبوی علی صاحبہا الصلوات والسلام ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

پس اے عزیزان گرامی! یہی دو شرطیں ہیں۔ جن کی تکمیل پر ہمارے تمام اعمال کی کامیابی موقوف ہے۔ اور اس سلسلہ میں خلافِ راشدہ کا نظام اور اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانبازیاں اور سرفروشیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اور انہیں کے طریق پر چل کر ہم اپنی منزل کو سر کر سکتے ہیں

حضرات علماء و ارکان جمعیۃ! اس وقت بہت بڑی آزمائش ہمارے طریق کار کے لئے درپیش ہے۔ لیکن آزمائشوں سے گزرنا ہماری روایت اور اسلاف کی سنت ہے۔ علمائے حق نے گزشتہ چودہ صدیوں میں جس طرح اپنا فرض منصبی انجام دیا ہے اور دعوت حق و اعلانِ حق کی راہ میں جس طرح قربانیاں اور سرفروشیاں کی ہیں دنیا کی کسی قوم کی تاریخ حق پرستی کی ایسی درخشندہ مثالیں نہیں دکھا سکتی۔

وہ دیکھئے! امام دارالہجرۃ حضرت مالک بن انس مدینہ کی گلیوں میں جا رہے ہیں۔ ان کی مشکیں اس زور سے کس دی گئی ہیں کہ دونوں بازو اکھڑ گئے ہیں اور اوپر سے پیہم تازیانے کی ضربیں پڑ رہی ہیں۔ اس عالم میں بھی جب زبان کھلتی ہے۔ تو اسی مسئلہ کا اعلان کرتے ہیں۔ جسے حق سمجھتے ہیں لیکن وقت کی حکومت اسے بزور طاقت روکنا چاہتی ہے۔

وہ دیکھئے گورنر مدینہ مسلمانوں کے اس امام اور عاشق خیر الانام کو تشہیر و تذلیل کے لئے اونٹ کی برہنہ پیٹھ پر سوار کرا کے گشت کرا رہا ہے اور ان کا یہ حال ہے کہ جب کوئی بازار یا مجمع ان کے سامنے آتا ہے تو عین ضرب تازیانہ کی حالت میں کھڑے ہو جاتے اور پکار کرتے ہیں۔ من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا مالک بن انس اقول ان الطلاق المکرہ لیس بشیء۔

اب امام ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھئے! معتصم باللہ جیسے قاہر و جابر بادشاہ کے سامنے کھڑے ہیں۔ تو جلاد یکے بعد دیگرے تازیانے لگا رہے ہیں۔ پیٹھ زخموں سے لہولہان ہو گئی ہے۔ تمام جسم خون سے رنگین ہو چکا ہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ جس مسئلہ کو وہ کتاب و سنت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس کا ایک مرتبہ اقرار کریں۔ لیکن اس پیکر عزیمت، مجسمہ کتاب و سنت اور صابر و شاکر کی زبان صدق ترجمان سے یہی صدا بلند ہو رہی ہے۔

اعطونی شیئا من کتاب اللہ وسنۃ رسولہ۔

اماسنا الاعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھئے! قید خانہ بغداد میں اسیر ہیں۔ لیکن اس کے باوجود منصور عباسی جیسے قاہر و سفاح بادشاہ کے حکم کے سامنے ان کا سر نہیں جھکتا

دور نہ جائیے! اسی برصغیر پاک و ہند میں حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس چہرہ پر نظر دوڑائیے قلعہ گوالیار میں قید ہیں مگر جہانگیر کے آگے اس سر کو جھکانے کے لئے تیار نہیں جس کو اللہ نے صرف اپنے ہی آگے جھکنے کے لئے بنایا ہے۔

پھر اس سے بھی قریب آجایئے وہ دیکھئے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ عین جوارِ حرم میں گرفتار کئے جا رہے ہیں۔ ستر برس کی عمر ہے اور جب ان کا قد ان کے دل کی طرح اللہ کے آگے جھک چکا ہے۔ اپنے شاگرد باصفا اور ہمارے مخدوم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے جانثاروں کے جلو میں اسارت مالٹا کے پانچ سال گزارنے کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں اور یہ مصیبت انہیں صرف اس لئے برداشت کرنا پڑ رہی ہے۔ کہ اسلام کی تباہی و بربادی پر ان کا خدا پرست دل ہرگز صبر نہیں کر سکتا۔ اور انہوں نے اعدائے حق کی مرضات و اہوا کی تسلیم و اطاعت سے مردانہ وار انکار کر دیا ہے۔

اب ان کے بعد حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قافلہ آتا ہے اور وہ دیکھئے یہ اصحاب عزیمت و استقامت جیل کی کال کوٹھڑیوں کو قال اللہ اور قال الرسول کی دلنواز صداؤں سے زندہ کر رہے ہیں ان کا مشن یہ ہے کہ جان چلی جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آن باقی رہ جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ختم المرسلین میں سرمو فرق نہ آنے پائے۔

وہ غور فرمائیے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کی بسیط فضاؤں میں سرگرم نظر آرہے ہیں۔ اور اہالیان پاکستان سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ پاکستان جس اساس اور نظریہ کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا اس کی تکمیل کرو۔

ان کی روح پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مجھ سے بے وفائی نہ کرنا۔ میری انتھک کوششوں سے پیش کردہ قرار داد مقاصد کو فراموش نہ کر دینا اور اس ملک میں آئین شریعت نافذ کر کے دم لینا

دیکھو! اگر تم نے اس ملک میں اسلام کو نافذ نہ کیا تو مجھے قیامت کے دن خدا اور رسول اور اپنے ان ہمعصر علماء کے سامنے جن سے میں نے پاکستان کے بارے میں اختلاف کیا تھا شرمندہ ہونا پڑے گا

ذرا سوچو تو سہی کہ اگر آپ اسلام کو پس پشت ڈال کر پاکستان میں اور کوئی نظام رائج کرتے ہیں تو پھر حصول پاکستان کا اور اس راستے میں دی گئی قربانیوں کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟

حضرات! اب میں نہایت ہی تھوڑے سے وقفہ کے نوٹس پر جو کچھ سپرد قلم کر سکا ہوں اسی پر اکتفا کرتے ہوئے آخر میں صرف اس قدر گزارش کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ کہ ارکین جمعیت اور ملک کے تمام دین پسند باشندوں کو آئین شریعت کے نفاذ کے لئے اپنی مساعی تیز سے تیز تر کر دینی چاہئیں اور اپنی تمام تر کوششیں تنظیم جماعت اور دین پسندوں میں

(بقیہ صفحہ ۱۸ پر)

جلسۂ ذکر

۱۷ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۶۹ء

قربانی کے مختلف پہلو

از : حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ : محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْدُ :-
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ : بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :-

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ۝

ترجمہ : ہم نے تجھ کو کوثر دی۔ سو نماز پڑھ (اپنے رب کے آگے) اور قربانی کر۔ بے شک جو بیری ہے تیرا وہی رہا پیچھا کٹا۔

درخت اپنے پھل سے اور انسان اپنے عمل سے پہچانا جاتا ہے

بعض اوقات انسان سے کوئی گناہ ایسا سرزد ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے دروازے پر آنے سے محروم کر دیتے ہیں۔ یا تو شوق نہیں رہتا یا گمراہ ہو جاتا ہے، یا کوئی عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ ؕ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو آپ یہاں بوئیں گے وہی کل کو آخرت میں کاٹیں گے ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

یہ ہے گنبد کی صدا، جیسی کہو ویسی سنو۔ یعنی جن لوگوں نے آج گیہوں بویا ہے وہ کل گیہوں ہی کاٹیں گے، جنہوں نے گیہوں کے بجائے کوئی گھاس پھوس بویا ہے، پٹھہ بوتے ہیں جانوروں کی غذا کے لئے، وہی کاٹیں گے، بہر حال جو آم کاشت کرنے والے ہیں، آم کے باغ لگاتے ہیں، آم کھاتے ہیں، جامن والے جامن کھاتے ہیں۔ جو آم نہیں لگاتے، کیکر اور ببول ان کے ہاں لگے ہیں۔ وہ کیکر ہی کاٹ سکتے ہیں، آم تو اس کے لگنے سے رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ درخت اپنے پھل سے اور انسان اپنے عمل سے پہچانا جاتا ہے۔ تو یہ عملی زندگی، دنیا کے اندر جو اللہ تعالےٰ نے تھوڑی بہت فرائض اور اس کے بعد نوافل کی توفیق دے رکھی ہے یہ بہت بڑی سعادت ہے لیکن ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خانہ کعبہ کی عظمت

آج کی مختصر سی گفتگو یہ ہے کہ اختتام سال پر اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے دو عیدیں مقرر فرمائی ہیں گویا یہ اسلام کے تہوار ہیں آئینی اور قانونی، صدیوں سے ان کے ساتھ روایات وابستہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے رمضان میں نبوت سے سرافراز فرمایا۔ غارِ حرا میں جہاں اللہ اللہ کر رہے تھے، روزے سے تھے، وہ آپ کے لئے قرآن کی سالگرہ بن گئی اور ادھر حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو اللہ تعالےٰ نے حرمین کی آبادی کے لئے یعنی قبلہ اوّل اور پھر قبلۂ ثانی کی تعمیر و تحفظ کے لئے منتخب فرمایا۔ یعنی قبلہ اوّل ہے خانہ کعبہ، اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (پ ۴ س آل عمران ع ۱۰ - آیت ۹۶) انہی کی نسل میں آگے حضرت اسحاقؑ نے جا کر کے اور حضرت یعقوبؑ نے بیت المقدس کو آباد کیا۔ اور اسے دنیا کے اندر آشکار کیا۔ لیکن قرآن کی رُو سے پہلا یہی ہے اور حضرت ابراہیمؑ کو اسی کی دیکھ بھال کے لئے، اسی کی ترویج کے لئے حکم دیا۔ یعنی اگر پہلا گھر ہے تو پھر پہلے انسان حضرت آدمؑ ہیں۔ آپؑ اللہ کے فرمانبردار ہیں اور نبیؑ ہیں، عبادت ضروری ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے عبادت کے لئے اوّلاً یہی گھر چنا اور کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے کہ اس گھر کی عمارت کو آدم علیہ السلام نے ہی بنایا۔ بہر حال اس کے بعد مرورِ ایام سے یا قوم نوحؑ پر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آیا تو اس وقت ہو سکتا ہے کہ گر گیا ہو یا اس کے آثار کمزور پڑ گئے ہوں۔ بہر حال حضرت ابراہیمؑ نے اس کی دیواریں زمین سے اٹھائی ہیں۔ لیکن قرآن میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا۔ کہ تم اپنی بیوی اور شیر خوار بچے اسمٰعیلؑ کو خانہ کعبہ کے پاس چھوڑ آؤ۔ یعنی پہلے سے اتہ پتہ تھا تبھی تو چھوڑ آئے۔ اور عراق سے چل کے آئے۔ سو اس خانہ کعبہ کی تاسیس حضرت آدمؑ نے کی اور تجدید حضرت ابراہیمؑ نے کی۔ حضرت ابراہیمؑ سے اب تک کم و بیش ساڑھے چار ہزار سال کا زمانہ بنتا ہے۔ لگ بھگ ساڑھے چار ہزار سال سے یہ انبیاء کرام کی عبادتگاہ ہے اور بقول قرآن کے مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ط (پ ۱ س البقرہ ع ۱۵ - آیت ۱۲۵) یعنی گرد آوری کا مرکز وہاں پر ہے۔ انسان چکر لگاتا ہے، ارد گرد اس کے پھرتا ہے اور یہی طواف ہے اور اس جگہ کو عربی زبان میں مطاف کہا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مطاف مہبطِ انوارِ الٰہی کے اندر ستر انبیاء مدفون ہیں۔ ایک اللہ کا بندہ کہیں آرام فرما ہو۔ تو اللہ کی رحمت کی بارش برستی ہے۔ جہاں عبادت شروع کر دیں۔ وہاں یقیناً خدا کی رحمت برستی ہے اور یہاں بھی برس رہی ہے اس میں شک ہی کوئی نہیں لیکن جہاں مسلسل ہو جائے پھر چلتی رہتی ہے۔ جہاں اللہ کا نیک بندہ دفن ہو جائے، خدا کی رحمت جاری رہتی ہے۔ ایک عام آدمی، ایک عام اللہ کا بندہ، صالح، ولی، اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پ ۱۱ س یونس ع ۷ - آیت ۶۲) وہ اگر مدفون ہو جائے چہ جائیکہ نبی، اور پھر ایک نہیں، دو نہیں، ستر اور پھر حضرت اسمٰعیلؑ بھی وہیں مدفون ہیں کہ جن کے لئے حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا۔ اُن کے لئے آتا ہے کہ میزابِ رحمت جو ہے، خانہ کعبہ کی جو چھت ہے، اس میں سے پانی گرتا ہے، جہاں پرنالہ گرتا ہے اسے میزاب رحمت کہا جاتا ہے۔ پرنالہ گرنے کی جگہ پر حضرت اسمٰعیلؑ کا

مزار ہے، نشان کسی کا نہیں، لیکن
اس کی عظمت، اہمیت، برکت، ایک
نہیں ستر نبی۔

سب نبیوں نے حج کیا

حضرت ابراہیمؑ سے لے کر اب تک
ہر نبی کے لئے حکم ہے کہ حج کرے۔
امتوں کے حج میں تو لوگوں کو اشکال
ہے کہ وہ کس کس امت کو حکم ہوا
ہے لیکن نبیوں کے حکم میں شک ہی کوئی
نہیں ہے۔ بہرحال آپ اندازہ فرمائیے
اللہ تعالیٰ قرآن میں فرما رہے ہیں کہ
سب سے پہلا گھر یہی ہے اور سب
سے پہلے تو آدم علیہ السلام کے
زمانے سے ہے اور تاقیامت رہے گا۔
اور چار ساڑھے چار ہزار سال سے تو
خانہ کعبہ کے ساتھ ساتھ زمزم شریف
چلا آرہا ہے۔ اس دفعہ سنا ہی ہوگا
آپ نے بھی، فوٹو بھی اخباروں میں آ
گئے ہیں۔ اتنی بارش ہوئی، تاریخ میں
چند دفعہ ہی ہوئی ہے ایسی بارش کہ
خانہ کعبہ میں پانی بھر گیا اور گذشتہ برس
بھی زمزم شریف میں پانی چلا گیا، اس
دفعہ بھی چلا گیا۔ شاید حجاج کو اس دفعہ
پانی نہ مل سکے۔ اور کئی ہلاک ہوئے۔
چوبیس گھنٹے خانہ کعبہ میں نماز نہ ہو سکی۔

آج دنیا کے ہر کونے میں اضطراب ہے

اس سے میں مراد یہ لیتا ہوں۔ حضورؐ
کا ارشاد ہے۔ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ
الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ
ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔ سب سے بہتر
زمانہ حضورؐ فرماتے ہیں۔ میرا ہے۔ برکت کا،
سعادت کا، نیکی کا، ہدایت کا، اخلاق
کا، ایمان کا۔ جو بھی کہئے۔ پھر آگے
جوں جوں زمانہ بڑھتا گیا۔ قرآن کے الفاظ
میں ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔
(پ ۲۱ س الروم ع ۵ - آیت ۴۱) اب زندقہ
ہے، الحاد ہے، خدا کی نافرمانی ہے،
غارتگری ہے، قتل و قتال ہے۔ اب دیکھئے
دنیا میں کوئی ملک ہے جہاں چین ہے؟
امریکہ سے لے کر کے ٹوکیو، جاپان تک
ایک کہرام مچا ہوا ہے، طلباء نے کہرام
مچا رکھا ہے۔ اور ان کے حقوق پورے
نہیں ہو رہے۔ طلباء کے ساتھ دوسری
پارٹیاں بھی شریک ہیں، یہیں نہیں، اور
جگہ بھی یہی ہو رہا ہے، مصر میں یہی ہوا
ہے، ٹوکیو میں یہی ہے، انڈیا میں یہی
ہو رہا ہے، پچھلے دنوں پیرس میں بھی
کہرام مچا ہوا تھا۔ کہاں کہاں نہیں ہوا
آج کے اخبار میں نظر سے گذرا ہے کہ
ساٹھ ستر آدمیوں کو لیبیا کے اندر، مراکش
کے اندر سزا دی گئی کہ وہاں انہوں نے
طوفان مچا رکھا ہے۔ وہ بھی طلباء ہی ہیں
سارے۔ کمیونسٹوں کا انقلاب برپا کرنا
چاہتے تھے جیسا کہ پچھلی دفعہ انڈونیشیا
میں ہوا لاکھوں انسان کٹ گئے۔

ایمان کی دولت
سب دولتوں سے بڑی دولت ہے!

بہرحال میں عرض یہ کر رہا تھا کہ
قرآن کی رو سے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ
خُسْرٍ۔ وہ انسان، گھاٹے، ٹوٹے، خسارے
میں تھا، ہے، رہے گا، اِلَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا، مگر وہی اس سے مستثنیٰ ہیں جو
ایماندار ہیں۔ اس لئے خوشی کا اظہار کرتا
ہوں۔ دعا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر
ادا کرتا ہوں کہ اس نے آپ کو اور
ہمیں دولتِ ایمان سے نوازا، یہ کوئی
معمولی بات نہیں ہے۔ بہت بڑا اللہ
کا احسان ہے۔ میں کہتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ
سلطنتِ امریکہ آپ کو دے دیتے، روس
کی دے دیتے، میں کہتا ہوں، امریکہ،
چین، روس تینوں کی سلطنتیں آپ کو
مل جاتیں اور اللہ تعالیٰ ایمان سے محروم
رکھتے تو یہ گھاٹے کا سودا تھا۔ دنیا
گذر جاتی ہے جیسے کیسے۔ دنیا سے آپ
نے جانا ہی جانا ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ
الْمَوْتِ ط حقیقی، ابدی زندگی وہاں ہی
ہے، یہاں نہیں۔ اور اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا
لِلّٰهِ ط (پ ۱۲ یوسف ع ۵ - آیت ۴۰) حکم اللہ کا
چلتا ہے، آپ کا نہیں چلتا، یعنی یہ
سلطنتیں مل بھی جاتیں تو اللہ کا حکم
آپ پر غالب تھا، چونکہ آپ تو ماتحت
ہیں، آپ تو حکم بردار ہیں، فرمانبردار ہیں
بے چون و چرا، بے دست و پا انسان کو
تسلیم کرنا پڑتا ہے، انسان کو اللہ نے
خلافت ضرور دی ہے لیکن خدائی نہیں
دی ہوئی۔ اس لئے وقتی طور پر اللہ
تعالیٰ دنیاوی وجاہت کتنی بھی آپ کو
دیتے لیکن اگر اللہ تعالیٰ ایمان نہ دیتے
تو یقیناً جہنم میں ابدالآباد تک خدا کی
نافرمانی کی سزا بھگتنے، تو اس سے بہتر
ہے کہ ایک کلمہ گو، امتِ رسولؐ، چاہے
غلام ہی مرا ہو۔ چاہے غلام ہی پیدا ہوا
ہو، وہ یقیناً بہتر ہے ایماندار، چہ جائیکہ
ایک بے ایمان ساری دنیا کا حکمران کیوں
نہ ہو۔ قیصر و کسریٰ آخر تھے ہی۔ تو
اللہ تعالیٰ کا شکر ہم پر واجب ہے۔
اور اس کی عنایت ہے خصوصی کہ یہ ذکر
جو ہے فرض نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ
نے آپ کو کرنے کی توفیق دی ہے۔

مکافاتِ عمل

نیکی کے صدقے میں
نیکی کی توفیق ہوتی ہے
اور بدی سے بدی مرتب ہوتی ہے۔
آپ کسی کو گالی دیں تو آگے سے
وہ آپ کو دعائیں نہیں دے گا۔ ہر
کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں
ہے، نبی نہیں ہے، وہ آگے سے تھپڑ
رسید کرے گا، آپ روڑا ماریں وہ
آگے سے پتھر مارے گا۔ ایک گالی دیں
وہ آگے سے دو سناتا ہے۔ یہ دنیا
کا قاعدہ ہے۔ نیکی چاہتے ہیں تو
پہلے نیک بنیں، دوسرے کے لئے نیکی
اور اخلاق کا مظاہرہ کریں، اُس کی
عزت افزائی کریں وہ آپ کی عزت
کرے گا۔ یہ ہے ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

میں نظیر اکبرآبادی کا شعر اکثر پڑھا
کرتا ہوں ؎

پھل پھول دے پھل پات لے دکھ درد دے آفات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

آج کل دیکھئے پولیس ڈنڈے برسا
رہی ہے لوگ پتھر برسا رہے ہیں، یہ ہے
مکافات۔ تو بہرحال آپ نیکی کریں گے
تو اس کا اجر یقیناً نیکی، ہدایت،
خدا کی رحمت اور مغفرت کی شکل میں ملیگا۔

ہماری ذمہ داریاں

اب میں عرض یہ
کر رہا تھا کہ
انبیاء کرام کی تعلیمات اللہ ہی کی تعلیمات
ہیں اور اللہ کی طرف سے وہی مجھ پر
اور آپ پر فرض اور لاگو ہو گئیں۔ نہ
صرف یہ کہ اُن پر عمل کرنا بلکہ آگے
بڑھانا، پھیلانا۔ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِكَ
(پ البقرہ آیت ۱۲۹) نبیؐ کا فریضہ تھا اور اب
اُن کے بعد مسلمان ہونے کی حیثیت سے
نبیؐ کے واسطے سے وہ آپ کا اور میرا
فریضہ بن گیا، اللہ کا کلام پڑھیں، دوسروں
کو پڑھائیں، پھر يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ، اس
کے بعد يُزَكِّيْهِمْ اس کے مطابق اپنے

آپ کو پاک کریں، صاف کریں، اور جو پھر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے آپ کے ساتھ وابستہ ہوں، اولاد ہو، بیوی بچے ہوں، شاگرد ہوں، مرید ہوں جو بھی ہوں، غرض جو بھی ذمے داریاں ہوں، کوئی حکمران ہے تو سب کی اصلاح اس کے ذمے پڑی ہوتی ہے، کوئی ڈپٹی کمشنر ہے تو اپنی حدودِ ضلع کا وہ ذمے دار ہے، کوئی کارخانے دار ہے تو اس پر کارخانے کی ذمہ داری ہے، کوئی صرف گھریلو ذمے داری رکھتا ہے تو گھر کے افراد کی اصلاح کا ذمے دار ہے۔ جیسی جیسی اللہ نے جس جس دائرے میں توفیق دی ہوئی ہے ان کو اپنی اپنی ذمے داریاں نبھانی ہی پڑتی ہیں۔ اسی لئے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ، ہر شخص تم میں سے راعی ہے، حکمران ہے، ذمے دار ہے اور اس سے بازپرس ہوگی اپنی ذمے داری کی۔ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ، ایوب صاحب سے پوچھا جائے گا سارے پاکستان کا، آپ سے اور مجھ سے پوچھا جائے گا اپنے گھریلو معاملات کا۔ اور کل کو اگر اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ ذمہ داریاں دے گا تو ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔

قربانی سے کامیابی کی راہیں کھلتی ہیں

اب اللہ تعالیٰ کے احکام جو ہیں اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ اے نبی! آپ کو کوثر عطا فرمایا گیا۔ کوثر سے مراد بہت کچھ لیا گیا قرآن بھی ہے، حوض کوثر بھی ہے، اور دونوں بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ وہاں قرآن ہی حوض کوثر کی مثالی شکل اختیار کرے گا اور یہاں قرآن ہی آپؐ کے لئے ہدایت کا اور رحمت کا سرچشمہ ہے۔ دونو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں۔ پھر حکم یہ ہے فَصَلِّ لِرَبِّکَ، اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بن کر انسان کو جینا اور مرنا چاہیے اللہ کی رحمت سے اُس کے سامنے ہی سر جھکانا چاہیئے ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

خانہ کعبہ میں یا عرفات میں کبھی نماز کی توفیق ہو تو آپ دیکھیں۔ شاہی مسجد ہی میں آپ نماز پڑھ کے دیکھیں تو ایمان تازہ ہو جاتا ہے چہ جائیکہ خانہ کعبہ میں کئی لاکھ نماز پڑھ رہے ہیں، ایک رکوع، ایک سجدہ، لاکھوں انسان جھکے ہوئے ہیں ایک ہی امام کی اطاعت میں۔ ایسا عجیب منظر ہے کہ دنیا کے کسی مذہب کو نصیب نہیں، دنیا کے کسی ریفامر کو، کسی مصلح کو اور کسی عبادت کے اندر وہ لذت نہیں، وہ بھرپور خدا تعالیٰ کی رحمت کا اظہار نہیں ہے اور پھر رکوع اور سجود کے اندر اور پھر لبیک لبیک کہتے ہوئے عاشقانہ صدائیں جب لگاتے ہیں (خدا آپ کو بھی دکھائے)، کہ ایک تو قربانی وہ تھی جو حضرت ابراہیمؑ نے پیش کی، ایک جو ہر سال ہم اس علامت کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ کل کو اپنی جان کی قربانی دینی پڑے، اولاد کی دینی پڑے، عزت کی دینی پڑے یا یہ ہے کہ خاندان کی دینی پڑے، جو بھی قربانی دینی پڑے کسی سے دریغ نہیں کریں گے قرآن میں اللہ تعالیٰ صاف فرماتے ہیں وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ (پ۲ س البقرہ ع۱۹ آیت ۱۵۵) ہمیں مالوں کے گھاٹے ٹوٹے سے، جان کی تکلیف سے اذیت سے، ہر چیز سے آزمائش میں ڈالتا ہے کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ (پ۱۱ س التوبہ ع۳ آیت ۱۱۱) جنت کے بدلے اللہ نے ہماری جان، مال، عزت آبرو، اولاد خریدی ہوئی ہے ابراہیم کو حکم ہوا اولاد کو ذبح کرو، تیار ہوگئے، آپ کو اور مجھے حکم ہے کہ نماز پڑھیے اور قربانی دیجئے اس قربانی سے مراد یہ ہے کہ یہ قربانی علامتی قربانی ہے، حضرت ابراہیمؑ کی قربانی تو بیٹے کی تھی، لیکن اللہ نے مینڈھے کی قربانی بدل کے طور پر قبول کر لی تو ہم نشان قربانی کا بدل کر رہے ہیں لیکن اصل کی ضرورت پیش آجائے تو حکم یہی ہے کہ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر راہ خدا میں مشکلیں آئیں تو صبر کے ساتھ برداشت کیجئے اور خندہ پیشانی سے اُس پر عمل پیرا ہو جائے سو یہ جذبہ، یہ اطاعت شعاری، یہ وفاداری، یہ جاں سپاری جن کو نصیب ہو جائے مومن تو وہ ہیں یعنی ہر چیز اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا، یعنی جو خدا کا یا خدا کے رسول کا حکم ہے، اُس کے سامنے گردن ڈال دیتے ہیں۔ لبیک کے لئے اللہ تعالیٰ حرمین میں طلب فرمائیں تو حاضر لَبَّیْکَ، حاضر ہوں یا اللہ! یا اللہ تعالیٰ اذان سے مسجد میں طلب فرمائیں، یا اللہ تعالیٰ مال اور دولت دے کر زکوٰۃ کا حکم دے دے کہ سال بھر میں مال پر زکوٰۃ دو، یا اللہ تعالیٰ رمضان میں حکم دے دے کہ روزے رکھو بہرحال

ع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

قربانی ہی سے پاکستان بنا اور قربانی ہی سے گزشتہ جنگ میں بچا

سو یہ قربانی جو ہے، جو کرے گا دنیا میں کامیاب وہی ہوگا، جو اس قربانی کو نہیں کریگا ناکام رہے گا۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ نے آزمائش ڈالا، قرآن میں آتا ہے فَاَتَمَّھُنَّ (پ۱ س البقرہ ع۱۵ آیت ۱۲۴) اور وہ کامیاب ہوگئے، یعنی پاس ہوگئے، تو اللہ نے امامت عالم کا خطاب اُن کو دیا۔ انہی کے نقش قدم پر چل کر حضور نے قربانی دی، حضرت صدیقؓ نے دی، عثمان غنیؓ نے دی، اُس کے بعد سے لے کر آج تک مسلمان قربانی دے رہے ہیں، قربانی دی، پاکستان لے لیا، نہ دیتے تو کبھی نہ ملتا، آپ اور آپ کے بزرگ قربانی نہ دیتے تو گزشتہ جنگ کے اندر جو مسلمانوں کو دشمنوں کے مقابلے فتح ہوئی یہ قربانی ہی کے صدقے ہوئی، قربانی نہ ہوتی تو فتح بھی نہ ہوتی بہرحال کبھی آپ کو قومی قربانی دینی پڑتی ہے ع۔ شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے کبھی کسی چیز کی قربانی دینی پڑتی ہے کبھی کسی چیز کی، اس وقت مجلس ذکر میں آپ وقت قربان کر کے یہاں آئے ہیں۔ اسی طرح حج میں مالی اور بدنی دونو عبادتیں جمع ہوتی ہیں۔ نماز بدنی عبادت ہے، اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے حج دونو کا مرکز ہے۔ دونو عبادتوں کا مجمع ہے۔

نماز سے مسلمانوں کی لاپرواہی

آج مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ ایک ایک گھر میں سے ایک بھی نہیں ہے بعض اوقات نماز پڑھنے والا۔ ستر ستر افراد ہیں اور ستر کے ستر بے نماز، اگر سات سو آدمیوں کا ایک خاندان ہے تو سات سو کے سات سو زکوٰۃ نادہندہ ہیں۔ کبھی آپ تحقیق کیجئے۔ اور میں آپ کو سروے کر کے اور تحقیق کر کے بتا سکتا ہوں کہ صدیوں سے حج فرض ہے، نسلاً بعد نسل اور ہیں مسلمان، دولت اللہ نے وافر دے رکھی ہے، لیکن کسی ایک بھی بدبخت کو حج نصیب نہیں ہے۔ اور یوں سلطان ابن سلطان خاقان ابن خاقان بنے بیٹھے ہیں اس کے مقابلے میں وہ لوگ ہیں جن بیچاروں کے پاس دمڑی پائی پیسے نہیں، حج فرض بھی نہیں، لیکن لگن ہے، کڑھت، تڑپ ہے، اللہ تعالیٰ پہنچا دیتے ہیں۔ یعنی لگن اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں۔

تصحیح

۲۲ر جنوری ۱۹۶۹ء کے ہفت روزہ خدام الدین میں صفحہ ۱۲ پر مکرمی عبدالرشید صاحب ارشد کے مضمون بعنوان کراچی سے لاہور تک۔ شیدائی ختم نبوت کا استقبال۔ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی اور حضرت مولانا احمد علی کے شیخ و مربی حضرت مولانا غلام محمد کا نام غلطی سے دین محمد چھپ گیا ہے قارئین تصحیح فرما لیں۔

خدا تعالیٰ اپنے ولی کا مددگار ہے

مرسلہ: ابو عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

حضرت شیخ سید احمد کبیرؒ رفاعی الحسینی شافعی چھٹی صدی ہجری میں فرماتے ہیں:۔
"ہم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نائب (اپنی طرف) مخلوق کو بلانے کے لئے پیشوا بنایا ہے جو ہمارا اتباع کرے گا نجات پائے گا جو خدا تعالیٰ کی طرف ہمارے ذریعہ سے رجوع کرے گا فائدہ مند ہو گا حق بات کہنا پڑتی ہے۔ اس لئے میں یہ بھی سنا دینا چاہتا ہوں کہ ہم اہل بیت ہیں جو کوئی ہم سے کچھ چھیننا چاہے گا اس کی دولت چھن جائے گی۔ اور جو کتا ہم پر بھونکے گا اس کو خارشت ہو جائے گی (جس کے بعد کتا خود اپنے اوپر بھونکتا ہے) اور جو ہم کو مارنے کا ارادہ کرے گا خود اسی پر مار پڑے گی اور جو شخص ہماری دیوار سے اونچی دیوار بنائے گا۔ اس کا گھر ویران ہو جائے گا اِنَّ اللّٰہَ یُدَافِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (پ ۱۷ سورہ حج آیت ۳۸)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ مومنوں کی طرف سے خود ان کے دشمنوں کی مدافعت کرتے ہیں۔
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ۔ (پ ۲۱ سورہ احزاب آیت ۶)
ترجمہ: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مومنوں کے ساتھ ان کی جان سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔
پس اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و دعا ہمارے ساتھ ہے۔ دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ روحانی تجلیوں کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بات ٹل نہیں سکتی۔
اَللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَ ھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ○
ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے یہ کتاب نازل کی (قرآن) اور وہی اپنے نیک بندوں کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کے کاموں کا بھی سرپرست ہے اور ان کے منادی (مبلغ و نائب) کے کاموں کا بھی، اور جو ان کی مجلس میں بھی آ جاتے ہیں ان کے کاموں کا بھی۔ زندگی میں بھی اور ان کے مرنے کے بعد بھی، خواہ ان کو علم ہو یا نہ ہو۔ دیکھو جب کوئی آدمی رحمدل ہوتا ہے تو وہ سونے والے کا بدن کھلا دیکھ کر ڈھانک دیتا ہے اور جاگنے کے بعد اس سے ذکر بھی نہیں کرتا۔ اسی طرح سخی آدمی محتاج کے پاس مال پہنچا دیتا ہے اور اس کو خبر بھی نہیں کرتا۔ سو اللہ تعالیٰ تو سب سے بڑھ کر رحمت والا، بڑا مہربان، بڑی عظمت والا اور بڑا کریم ہے۔ وہ اپنے بندہ ولی کا بدلہ اس طرح لیتا ہے کہ اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے کہ اس کے گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت کے پہاڑ اس کو دنیاوی کدورتوں اور طاقتوں کے دریا میں غرق ہونے سے بچاتے ہیں اور ولی سے اور اس کے چاہنے والوں سے دنیا کی طاقتوں کو دوسری طاقتوں کے ذریعہ دفع کرتے رہتے ہیں۔ خود اس کی طاقت سے نہیں بلکہ اس کے واسطے اور مضبوط غیبی طاقتیں ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی کھول نہیں سکتا۔ جس نے اللہ کی پناہ لی وہ مضبوط رہا۔ جو غیروں کے ساتھ لگ گیا وہ پشیمان ہوا۔
سیدی شیخ منصور ربانی کا ارشاد ہے کہ اللہ کی پناہ چاہنا یہ ہے کہ تو اس پر بھروسہ کرے اور غیر کے وسوسوں سے بھی دل کو پاک کرے۔ ان حضرات نے ہم کو راستہ بتلا دیا۔ کتاب و سنت کے موتیوں کے خزانوں پر جو اشکال کے پردے تھے ان کو ہماری خاطر اٹھا دیا ہم کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ ادب کرنے کا طریقہ اور راز بتلا دیا۔ یہی لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں ہوتا جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو پہچانتا ہے وہ ان حضرات سے ضرور محبت کرے گا اور ان کی پیروی اختیار کرے گا۔

اولیاء اللہ کا معاہدہ اللہ کے ساتھ

بزرگو! اس جماعت اولیاء نے سچی نیتوں اور خالص ارادوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا ہے بکثرت مجاہدہ کرنے اور مراقبات و طاعات کی پابندی کرنے اور تمام باتوں پر صبر کرنے کا۔ ان ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ (پ ۲۱ سورہ احزاب آیت ۲۳)
ترجمہ: ایمانداروں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس بات کو پورا کر دکھایا جس کا اللہ سے عہد کیا تھا۔
گو یہ آیت حضرات صحابہ کی شان میں نازل ہوئی ہے مگر جو لوگ صحابہ کے طریقہ پر کام کرنے والے ہیں وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ ان لوگوں نے پختہ ارادوں اور پوری ہوشیاری کے ساتھ عزیمتوں کے بجا لانے میں سبقت کی۔ پس انہوں نے سونا چھوڑ دیا، کھانا پینا چھوڑ دیا یعنی ان چیزوں کو بہت کم کر دیا۔ اور رات کی اندھیریوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ خشوع، بیداری، لمبے لمبے قیام سے، رکوع، سجدہ اور روزہ سے اللہ کی عبادت کی۔ اور اپنے محبوب کے سامنے محرابوں میں کھڑے ہو کر مقصود حاصل ہونے کے لئے خوشامدیں کیں۔ یہاں تک کہ مقام قرب پر پہنچ گئے۔ اور اللہ سے ان کو حاصل ہو گیا اور ان پر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ○ (پ ۱۵ سورہ کہف آیت ۳۰) (ہم اچھا کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے) کا بھید ظاہر ہو گیا۔ انہوں نے کھلی آنکھوں دیکھ لیا کہ واقعی اللہ تعالیٰ نیک کاموں کا اجر ضرور عطا فرماتے ہیں۔ پس اللہ نے

ان کو بلند درجہ اور قرب کا مرتبہ عطا فرمایا۔ اور اس میں شک کرنے کی کچھ وجہ نہیں کیونکہ قریب کا قریب قریب ہوتا ہے، محبوب کے دوستوں کا دوست بھی محبوب ہوا کرتا ہے۔ پس یہ لوگ اپنے مشائخ کے محبوب اور مقرب ہیں اور وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقرّب ہیں۔ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حق تعالےٰ کے محبوب و مقرب ہیں۔ تو یہ بھی اللہ تعالےٰ کے محبوب اور مقرّب ہوئے۔ ان کا محبوب ان کے چاہنے والوں کا بھی محبوب ہے، اللہ کا بھی محبوب ہے۔ اس کی محبت کی برکت اس کی محبوبیت کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے، پھر جو کچھ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے ہو کر رہتا ہے۔

صحبتِ اولیاء کی ترغیب

بزرگو! اولیاء اللہ کے قرب کی کوشش کرو۔ جو اللہ کے ولی سے دوستی رکھتا ہے، اللہ سے دوستی رکھتا ہے۔ ایسے ہی جو اللہ کے ولی سے دشمنی رکھتا ہے وہ اللہ سے دشمنی کرتا ہے۔

عزیز من! اگر کوئی تیرے دشمن سے محبت رکھے، کیا تُو اس سے محبت رکھ سکتا ہے؟ نہیں بخدا نہیں — تو اب سُن لے کہ اللہ تعالےٰ کو مخلوق سے زیادہ غیرت ہے ان کو بھی اس سے غیرت آتی ہے کہ اپنے ولی کے دشمن سے محبت کریں پھر وہ انتقام بھی لیتے ہیں۔ اور قہر بھی نازل کرتے ہیں۔

عزیز من! اگر کوئی تمہارے دوست سے محبت کرے تو کیا تم اس سے نفرت کروگے؟ نہیں، خدا کی قسم نہیں۔ تو سمجھ لو کہ اللہ تعالےٰ مخلوق سے زیادہ کریم ہیں۔ وہ تو سب کریموں سے بڑھ کر کریم اور سب مہربانوں سے زیادہ رحیم ہیں اس لئے وہ اپنے ولی کے دوست سے کبھی نفرت نہیں کرینگے۔ بلکہ اس پر احسان کریں گے، اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں گے اس پر انعام فرمائیں گے، اس کا اکرام فرمائیں گے۔

اولیاء اللہ کے دامن سے چمٹ جاؤ۔ اولیاء اللہ پر نہ کوئی خطرہ ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور تقوےٰ اختیار کرتے تھے۔

ولی وہ ہے جو اللہ سے محبت رکھتا ہے، اس پر ایمان رکھتا ہے اور تقوےٰ پر کاربند ہو۔ پس جس کو اللہ سے محبت ہو اس سے دشمنی نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جو میرے کسی ولی کو ایذا دے گا میری طرف سے اس کو اعلانِ جنگ ہے۔

اللہ تعالےٰ اپنے اولیاء کے لئے جب وہ ذلیل کئے جائیں یا ان کو ایذا دی جائے بہت غیرت کرتے ہیں ان کی خاطر ایذا دینے والوں سے انتقام لیتے ہیں اور جو ان سے محبت کرے اللہ تعالےٰ اپنے اولیاء کے اکرام کے لئے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جو ان کی پناہ میں آجاتا ہے اس کی مدد فرماتے ہیں۔ خصوصیت کے اس آیت کے مخاطب اولیاء ہی ہیں۔ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (پ ۲۴ سورہ حٰم سجدہ آیت ۳۰) فرشتے ان سے کہیں گے ہم تمہارے رفیق تھے۔ دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رفیق ہیں۔

اولیاء کی محبت کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ ان کا قرب حاصل کر لو۔ ان کی وجہ سے تم کو برکت حاصل ہوگی۔ ان کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہی اللہ کی جماعت ہے۔ سُن لو اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔ اس جماعتِ اولیاء کو اللہ کی یاد نے مشغول کر رکھا ہے۔ اس لئے وہ دنیا کے کام کے نہیں رہے۔ ان کا مقصود یہی ہے وہ سمجھ چکے ہیں کہ دنیا میں جس قدر واقعات ہوتے ہیں سب اللہ کے حکم و تقدیر سے ہوتے ہیں اس لئے وہ ان واقعات سے ناگواری ظاہر نہیں کرتے۔ نہ دل سے نہ زبان سے، اور اگر کبھی تقاضائے بشریت یا شیطان کے اثر سے کسی حادثہ پر ناگواری کا اثر دل میں آنے لگے تو فوراً اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ جس سے وسوسہ دفع ہو جاتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ (پ ۹ سورۃ اعراف آیت ۲۰۱)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں کے دل میں ڈر ہے جہاں ان پر شیطان کا گذر پڑ گیا چونک گئے پھر اسی وقت ان کو سوجھ آجاتی ہے۔

دنیا اور اہل دنیا سے نظر اٹھاؤ، کسی کے قبضہ میں نفع یا نقصان نہیں سوائے خدا کے۔ پھر تم خدا کو چھوڑ کر دوسروں پر کیوں نظر کرتے ہو؟ ہمتوں کی تلواریں وہ کام کرتی ہیں جو کسی کے وہم میں بھی نہیں آتے، دلوں کے پردے دلوں کے تیروں ہی سے چاک ہوتے ہیں پس اپنے دل کو کسی خدا رسیدہ کے حوالے کرو، وہ اپنے دل کے تیروں سے تمہارے دل کے پردے چاک کر دے۔

حفظِ مراتب

بزرگو! حدودِ مراتب کا لحاظ رکھو۔ غلو سے بچو یعنی کسی کو اس کے درجہ سے آگے نہ بڑھاؤ۔ ہر شخص کو اس کے مرتبہ پر رکھو۔ نوعِ انسانی میں سب سے بزرگتر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور انبیاء میں سب سے افضل و اشرف ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد تمام مخلوق سے افضل آپ کی آل و اصحاب ہیں۔ اس کے بعد تمام مخلوق سے افضل تابعین ہیں جو خیرالقرون میں تھے۔ یہ تو مراتب کا اجمالی بیان تھا اور تفصیل و تعیین کے ساتھ فضیلت معلوم کرنے کے لئے نصِ شریعت کا اتباع کرو۔ خبردار! اس میں اپنی رائے کو دخل نہ دینا، جو لوگ برباد ہوتے ہیں۔ وہ اپنی رائے ہی سے برباد ہوتے ہیں۔ اس دنیا میں کسی کی ذاتی رائے سے فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ اپنی رائے سے مباحات میں فیصلہ کرو۔ فضائل میں رائے کو دخل نہ دو۔

اگر کسی معاملہ میں باہم نزاع ہونے لگے تو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیصلہ کی طرف رجوع کرو۔ اولیاء کو بھلائی کے ساتھ یاد کرو اور ایک کو دوسرے سے فضیلت دینے سے بچو۔ گو اللہ تعالےٰ نے بعض اولیاء کے درجے دوسروں سے بلند کئے ہیں، مگر اس کی معرفت بجز خدا کے یا اس کے برگزیدہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کسی اور کو نہیں ہے۔ دعوے کو چھوڑ کر اس جماعتِ اولیاء کی تائید کرو۔

عمل کا صحیح راستہ

اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا سوچنا اپنے اوپر لازم کرلو اور اس فکر سے عبرت

حاصل کرو۔ کیونکہ جو فکر عبرت سے خالی ہو وہ وساوس اور خیالات کے سوا کچھ نہیں۔ اور جب اس سے عبرت پیدا ہو تو بے شک وہ حکمت اور اچھا واعظ ہے۔ تفکر کے بعد اعمال کو صحیح بنیاد پر جماؤ۔ اعمال کے بعد اخلاق کو عمدہ طریقہ پر مستحکم کرو اور ان سب کو اچھی نیت سے آراستہ کرو کہ اعمال و اخلاق سے اللہ کی رضاء کے سوا کچھ مطلوب نہ ہو۔ سخاوت کی ڈور کو مضبوط تھامو کیونکہ وہ زہد کی علامات میں سے ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ تو زہد کا دروازہ ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ سخاوت کامل ہو جائے تو بس وہی پورا زاہد ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہونے والوں کا پہلا قدم سخاوت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جو لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں، یہی لوگ اپنے پروردگار کے راستہ پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔

ایسا کام نہ کرو جس پر علماء اعتراض کریں

علماء کی زبانوں کو جب کہ ان کے ساتھ ظالموں کے دل اور بے دینوں کی جرأت اور فاسقوں کی بدی شامل ہو اپنے اوپر نہ کھولو۔ ایسے علوم و حقائق بیان نہ کرو جس پر علماء گرفت کریں۔ نیز علمائے ظاہر کے عیوب بھی بیان نہ کرو۔ اس سے وہ تمہارے پیچھے پڑ جائیں گے اور جب تم خود زبان کھولو۔ تو اپنے تمام اعضاء اور دلوں کو ان کاموں سے روکو۔ اللہ تعالےٰ کو جو بادشاہِ عادل مہربان سب کچھ جاننے والا ہے، ناخوش کرنے والے ہیں۔ یہی اللہ کے ساتھ تعلق رکھنے کے لئے بہتر ہے اور یہی لوگوں کے ساتھ معاملہ رکھنے میں اچھا ہے اور یہی خود تمہارے اپنے واسطے بھی بہتر ہے۔ خلوت میں بھی اور جلوت میں بھی، مرتے وقت بھی، قبر سے اٹھنے کے وقت بھی، سوال و جواب کے وقت بھی، کیونکہ اس صورت میں تمہیں اپنا اعمال نامہ دیکھ کر پریشانی نہ ہو گی بلکہ خوشی ہو گی اور اگر خدا کو ناراض کرنے کے کام کئے۔ تو نامۂ اعمال دیکھ کر سخت پریشانی ہو گی۔

یہ کتاب جس کا نام اعمال نامہ ہے نہ کسی چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی بات کو، بلکہ سب کو گھیرے ہوئے ہے۔ جو کچھ کرو گے سب اس میں درج پاؤ گے۔ اللہ تعالےٰ خیانت کرنے والی آنکھوں کو بھی جانتے اور دل میں چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتے ہیں — اللہ اللہ۔ میں تم کو تعمیل حکم کے طور پر اللہ سے ڈراتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء کو حکم دیا ہے کہ مسلمانوں کو اللہ سے ڈراتے رہیں اور اللہ تعالیٰ خود بھی تم کو اپنے سے ڈرنے کا حکم دیتے ہیں۔ پس میری نصیحت کو قبول کرو۔ اللہ تعالےٰ کا حکم بجا لاؤ۔ خبردار اللہ سے لڑائی مول نہ لینا کیونکہ اللہ تعالےٰ سے مقابلہ کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوا اور اللہ سے دوستی کرنے والا کبھی ذلیل نہیں ہوا۔

ولایت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ توحید و اخلاص حاصل کرو۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ موحدین مخلصین کا دامن پکڑو جن کو سینہ بہ سینہ یہ دولتِ توحید و اخلاص ملی ہے۔ یعنی حضراتِ صوفیائے کرام اولیاء اللہ کی سندیں صحیح طور پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تک پہنچی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کے صحابہ نے کلمۂ توحید لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ الگ الگ بھی سیکھا ہے اور جماعت میں بھی اور صحابہؓ ہی سے اس گروہ صوفیہ کے سلسلے ملے ہوئے ہیں۔

ذکر کے آداب

ذکر کے آداب میں سے سچا ارادہ اور پوری طرح عاجزی و انکساری اور تمام عالم سے یکسو ہو جانا اور عبدیت کے قدم پر مضبوطی سے کھڑا ہو جانا اور جلال الٰہی کا لباس پہن لینا ہے یعنی اپنے اوپر خدا کا خوف اور جلال اتنا غالب کرے کہ اس کی صورت دیکھ کر یہ معلوم ہو کہ خدا سے ڈر رہا ہے۔ یہاں تک کہ ذاکر کو اگر کوئی کافر بھی دیکھے تو اس کو یقین ہو جائے کہ یہ اللہ تعالےٰ کو ماسوا سے بالکل الگ ہو کر یاد کر رہا ہے۔ اور جو کوئی بھی دیکھے اس پر اس کی ہیبت طاری ہو جائے اور دیکھنے والے کے دل پر اس کی ہیبت

کی بجلیوں کا ایسا اثر ہو کہ اس کے بُرے خیالات اور بے ہودہ خطرات کے کباڑ کوڑے کو ہوا کے ذرّوں کی طرح اڑا دے اور اگر کسی ذاکر کی حالت اس طریقہ پر نہ ہو تو عام طور پر ذاکر کی اچھی حالت کا معیار استقامت اور باتوں کا ضبط اور باطنی و ظاہری آداب کا جامع ہونا ہے۔ جتنا بھی ہو سکے اور مخلوق میں سے کسی طرف دیکھنے سے نگاہ کو روک لینا یعنی خدا کے سوا کسی سے امید اور خوف نہ رکھنا۔

ذکر اللہ کی فضیلت اور اس کا طریقہ

بزرگو! اللہ والوں نے فرمایا ہے کہ جو اللہ کو یاد کرے وہ اپنے پروردگار کے نور سے منور ہو جاتا ہے۔ اس کے دل کو اطمینان اور شیطان سے حفاظت نصیب ہوتی ہے اللہ والوں کا قول ہے۔ ذکر اللہ روح کی غذا اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثناء روح کی شراب اور اللہ تعالےٰ سے حیا کرنا روح کا لباس ہے۔ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ راحت پانے والوں نے اللہ کے انس کے برابر کسی چیز سے راحت نہیں پائی اور لذت حاصل کرنے والوں نے اللہ کی یاد کے برابر کسی چیز میں لذت نہیں پائی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا
آخری حج مبارک

حافظ سراج الدین ظفر، چودھوان

حج مذہب اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اور اسلام وہ پیغام محبت ہے جو بچھڑے ہوؤں کو ملاتا، بیگانوں کو یگانہ اور آشناؤں کو محسن صادق بناتا ہے۔ احکام اسلام کا منشا یہی ہے کہ افراد مختلفہ کو ملتِ واحدہ بنا کر ایک مرکز پر جمع کر دیا جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ شارع اسلام نے :-

۱۔ مسلمانوں میں باہمی محبت و اتحاد قائم رکھنے کے لئے نماز پنجگانہ کی ادائیگی کے لئے اپنے ہی محلہ کی مسجد میں جمع ہونا واجب کیا۔

۲۔ اور جملہ مسلمانان شہر میں محبت و تعلقات بڑھانے کے لئے ہفتہ میں ایک بار جامع مسجد میں جمع ہو کر احکام الٰہیہ یعنی خطبہ کا سننا اور نماز جمعہ ادا کرنا ضروری قرار دیا ہے۔

۳۔ اسی طرح مسلمانانِ اہل شہر و مضافات شہر کے مسلمانوں میں تعارف و تعلق و رشتہ اخوت مستحکم رکھنے کے لئے سال میں دو بار عیدین کی نماز کو سنن ہدیٰ میں واجب ٹھہرایا ہے۔

۴۔ اسی طریق وحدت کے مطابق مسلمانانِ عالم میں رابطہ دین کے مضبوط کرنے، مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف زبانوں، مختلف رنگوں اور مختلف ملکوں کے افراد کو دین واحد کی وحدت میں شامل ہونے کے لئے عمر بھر میں ایک دفعہ ان سب مسلمانوں پر (جو کعبۃ اللہ تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں) حج فرض کیا گیا ہے۔

فریضۂ حج کی ترتیب و طریق عبادت نہایت سادہ اور اتحاد آموز ہے۔ یعنی ادائیگی حج میں سب کے لئے (خواہ وہ شہنشاہ ہو یا درویش) سادہ اور بغیر سِلے لباس جو نسلِ انسانی کے جدِ اعظم حضرت آدم علیہ السلام کا تھا، تجویز کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی معبود حقیقی ایک ہی رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم، ایک ہی قرآن پاک، ایک ہی کعبہ متبرک پر ایمان رکھنے والے، ایک ہی صورت، ایک ہی لباس، ایک ہی رنگ اور ایک ہی سطح پر ظاہری اور معنوی حالت میں اپنے خدائے واحد کے سامنے حاضر ہوں۔

حج کا مقام مقدس بھی وہی قرار دیا گیا ہے جہاں صابی، یہودی، عیسائی اور مسلم افراد کے جدِ اعظم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا کی سب سے پہلی عبادت گاہ تعمیر فرمائی۔ چونکہ اقوام عالم میں متذکرۃ الصدر اقوام کی کثرت ہے، اور وہ سب اس مقام کو مقدس خیال کرتے ہیں۔ اس وجہ سے اسلام نے بھی ادائیگی حج کے لئے اسی متبرک مقام کو اس کی قدامت و تقدیس کے لحاظ سے مقرر فرما دیا ہے۔ فریضۂ حج کا ظاہری مقصد اگرچہ شوکتِ اسلام کے اظہار سے وابستہ ہے۔ تاہم اس مقدس مقام تک پہنچنے میں بری و بحری سفر کے جو تجربات اور فوائد حجاج کو حاصل ہوتے ہیں، وہ بھی اسی فریضہ کے فوائد سے وابستہ ہیں، اسی طرح تمدنی و سیاسی حالت کو بھی فریضۂ حج میں نظر انداز نہیں کیا گیا۔ چنانچہ ایک بادشاہ کو دربار منعقد کرنے میں اور ایک سپہ سالار کو اپنی فوجوں کے نظم و نسق سے کسی قومی اجتماع کو اپنی قوم کے طریق تمدن، معاشرت کی تجدید و تفسیخ میں جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں وہ سب فریضہ حج سے وابستہ ہیں

علاوہ ازیں جو لوگ آثارِ قدیمہ کے شائق، صنادید عالم کے متلاشی، علم طبقات الارض کے جویا، جغرافیۂ عالم کے متعلم، علم السنہ و تاریخ اقوام عالم کے محقق ہیں ان سب کے فوائد بھی فریضۂ حج سے وابستہ ہیں۔

چنانچہ سنہ ۱۰ھ ماہ ذی قعد کے آخری دنوں میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم اسی فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس حج مبارک میں آپ کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار وحدت کے پروانے تھے۔ جن میں ہر ایک اپنی جان نثار کرنے کو تیار تھا۔ وہاں پہنچ کر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم ارکان حج بجا لانے میں مصروف ہوئے، تمام مناسک یعنی افعال حج میں سے ہر ایک کی جُدا جُدا تعلیم فرمائی۔ اور مسلمانوں کو بتا دیا، کہ مروجہ رسوم حج میں سے کتنی باتیں اصلی سنت ابراہیمی و اسمٰعیلی ہیں اور کتنی باتیں زمانہ ما بعد میں مشرکین نے ایجاد کر لی ہیں۔ اس موقع پر عام خلقت کے سامنے آپ نے ایک مفصل اور مشرح یہ تقریر کی۔ بعد حمد و ثنائے رب العزت خدائے وحدہٗ لاشریک:-

لوگو! میں جو کہوں، سن لو۔ (گو مجھے معلوم نہیں، لیکن ممکن ہے کہ اس حج کے بعد پھر میں یہاں تم سے نہ مل سکوں ــــ لوگو! جس طرح یہ دن اور یہ مہینہ محترم ہے، اسی طرح آج سے جب تک تم زندہ رہو، تمہاری جانیں اور تمہاری عزتیں، تمہارے مال بھی باہم ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ عنقریب تم اپنے پروردگار کے دربار میں حاضر ہوگے، اور وہ تمہارے اعمال کی بابت تم سے بازپرس کرے گا، خبردار میرے بعد گمراہ نہ بن جانا۔ کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔ ـــ لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں۔ غرض میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا ـــ اور اس ذمہ داری کی بناء پر کہتا ہوں کہ تم میں سے جس کسی کے پاس کسی کی امانت ہو اسے وہ اس کے پاس پہنچا دے۔ سارا سود متروک ہے۔ بس جس قدر راس المال یعنی اصلی سرمایہ ہے، وہ البتہ تمہارا حق ہے، نہ تم ظلم کرو، اور نہ تم پر ظلم ہو، اللہ جل شانہٗ نے فرما دیا ہے کہ اب ربٰو (سود) روا نہیں ہے۔ اور عباس بن عبدالمطلب کا سارا سود متروک ہے۔ لوگو! جاہلیت کے جتنے خون باقی رہ گئے ہیں، ان سب کا انتقام موقوف ہے اور سب سے پہلا خون جس کو میں اپنی طرف

سے ترک کرتا ہوں، وہ عبدالمطلب کے پوتے ربیعہ بن حارث کا خون ہے جن کی رضاعت بنی لیث میں ہوئی تھی۔ اور وہیں بنی ہذیل نے ان کو قتل کر ڈالا۔ اسی طرح اب جاہلیت کے تمام خون چھوڑ دئیے جاتے ہیں۔

لوگو! شیطان اس سے مایوس ہے کہ پھر اس کے بعد کبھی وہ تمہاری اس سرزمین (عرب) میں پوجا جائے، یہاں کے سوا اور مقامات پر اس کی پرستش ممکن ہے۔

لوگو! نسئ زمانہ کفر کی زیادتی ہے جس سے کفار اور زیادہ گمراہ ہوتے ہیں۔ کسی سال کسی مہینے کو حلال کرتے اور کسی سال اسے حرام بتاتے ہیں۔ تاکہ جو کام اس محترم و متبرک مہینے میں ان پر حرام ہو جاتے ہیں، ان کو کبھی حرام رکھیں اور کبھی حلال کریں۔ تخلیق زمین و آسمان سے آج تک زمانہ اپنے معمولی حساب سے چلا جاتا ہے۔ خدا کے نزدیک مہینوں کا شمار بارہ ہے، جن میں سے فقط چار حرام ہیں، ان میں سے تین (یعنی ذی قعد، ذی الحجہ، محرم) تو متواتر ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں اور ایک ان تینوں سے الگ ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں آتا ہے۔

لوگو! تمہاری عورتوں پر تمہارے حقوق ہیں اور اسی طرح تم پر ان کے حقوق ہیں۔ ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ تمہارے بچھونے میں کسی کو شریک نہ کریں۔ اور فحش کام نہ کریں۔ اور اگر ان سے ایسا قصور سرزد ہو تو خدا نے تم کو اجازت دی ہے کہ ان کو بستروں میں چھوڑ دو، اور ایسی مار مارو جو شدید نہ ہو اور جب ایسے گناہوں سے باز رہیں تو تم پر ان کا روٹی کپڑا فرض ہے۔

لوگو! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ وہ ایک انیس زندگی کی حیثیت سے تمہارے پاس تمہارے ساتھ ہیں۔ اور اپنی ذات سے تمہارے گھر کی کسی چیز کی مالک نہیں۔ تم نے کلمات الٰہی کے ذریعے سے ان کو اپنے اوپر حلال کیا ہے، اس لئے میری بات کو سمجھو، اور گواہ رہو کہ میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔

لوگو! میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک ان کو پکڑے رہو گے، ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ چیزیں کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت ہیں۔

لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب سن لو۔ کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نماز پنجگانہ ادا کرو، سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہایت خوشی کے ساتھ دیا کرو، خانۂ خدا کا حج بجا لاؤ اور اپنے اولیائے امور و حکام کی اطاعت کرو۔ جس کی جزا یہ ہے کہ تم پروردگار کے فردوس بریں میں داخل ہوگے۔

لوگو! جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو سنو اور خوب سمجھ لو، یاد رکھو، ہر ایک مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو دوسرے سے وہی چیز لینے کا حق ہے جسے وہ بہ طیب خاطر دے، کسی پر ظلم و جور ہرگز نہ کرو۔

خداوندا! میں نے تیرا پیغام ان لوگوں کو پہنچا دیا۔ اس پر اکثر لوگوں نے بہ آوازِ بلند کہا۔ خدا گواہ ہے۔ کہ آپ نے پہنچا دیا۔ یہ سن کر آپ نے پھر فرمایا۔ خداوندا! تو گواہ رہنا کہ میں نے پہنچا دیا۔

اس حج میں آپ اپنے شتر مبارک پر سوار تھے اور اسی خطبے کے الفاظ بار بار لوگوں کی طرف مخاطب ہو کے فرماتے تھے۔ ربیعہ بن امیہ بن خلف ہمراہ رکاب تھے وہ آپ کے حکم سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مبارک کو یوں یوں پکار پکار کے لوگوں سے کہتے اور کوشش کرتے کہ تمام حاضرین پیغام نبوت کو سن لیں:۔

"بھائیو! جو لوگ موجود ہیں، وہ ان لوگوں کو جو اس وقت موجود نہیں۔ ان احکام کی تبلیغ کرتے رہیں۔ ممکن ہے کہ بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت کرنے والے ہوں جن پر تبلیغ کی جائے۔

ناظرین! اس خطبۂ نبوی کو غور سے پڑھیں اور تفکر و تدبر سے پڑھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الوداعی خطبہ میں قرآن مجید پر عمل کرنے کی کس قدر تاکید فرمائی ہے اور قرآن مجید پر عمل کرنے والے سے یہ حتمی وعدہ کیا ہے کہ وہ کبھی گمراہ نہ ہوگا۔ اسی طرح حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے باہمی حقوق جان و مال و عزت کو بھی محفوظ فرما کر اپنی اپنی بیویوں کے حقوق پر نہایت مستحکم الفاظ میں توجہ دلائی ہے۔

مختصر یہ کہ اپنے طریق عمل اور اپنی سوانح حیات کے کارناموں کے متعلق ہمارے باپ دادا سے گویا اس بات کی مہریں ثبت کرا لی ہیں کہ ہر ایک مسلمان تبلیغ اور اشاعتِ اسلام کا ذمہ دار ہے۔ یہی وہ اصول و احکام ہیں جن پر عمل کرنا مسلمانوں کی فلاح دین و دنیا اور جن کا ترک عمل خسر الدنیا والآخرہ کا باعث ہے۔

الغرض حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چوالیس ہزار برگزیدہ بندوں کے سامنے توحید کی تعلیم و تلقین کی۔ اس تقریر البلاغ والوداع کے بعد مسرور، شاداں مدینہ شریف کی طرف لوٹے اور جو لوگ دیگر اطراف سے آئے تھے، وہ بھی اپنے اپنے گھروں اور قبیلوں میں چلے گئے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

ایک ضروری اعلان

جملہ احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حافظ محمد ایوب ولد مولوی محمد حیات منچن آبادی (رنگ گندمی۔ عمر تقریباً ۳۰ سال) کو مدرسہ کی سفارت سے بعض اہم وجوہ کی بنا پر علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ مدرسہ کا اب ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلئے مدرسہ کے نام پر انہیں کوئی چندہ وغیرہ نہ دیا جائے۔
(محمد قاسم قاسمی ناظم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیر والی۔ ضلع بہاولنگر)

تلاش گمشدہ

ایک طالب علم مسمی ثناء اللہ بلوچ عرصہ دو ماہ سے لاپتہ ہے۔ مدرسہ عربیہ مطلع العلوم کوئٹہ میں درجہ حفظ میں زیر تعلیم رہا ہے۔ عمر ۹ سال ہے۔ اگر کسی مدرسہ میں ہو یا کسی صاحب کو علم ہو تو مطلع فرما کر دعائیں لیں۔ فقط والسلام
قاری عبدالرزاق ناظم مدرسہ عربیہ مطلع العلوم (رجسٹرڈ) بروری روڈ کوئٹہ (بلوچستان)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں درس قرآن

منعقدہ ۲۸ر جنوری ۱۹۶۸ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(سورۂ ہود)

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ :

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ :-

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ط كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ٥

صدق اللہ العظیم -

میرے محترم بھائیو اور بزرگو! الحمدللہ، آج پھر ہم اُسی کی توفیق اور اسی کی رحمت کے ساتھ اسی کی کتاب پڑھنے اور پڑھانے کے لئے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ وقت زیادہ گذر چکا ہے اس لئے تمہید تھوڑی کرنے کے بعد اصل مقصود کی طرف میں اپنی توجہ کرتا ہوں ——

ارشاد فرمایا۔ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا۔ کوئی بھی دآبّہ (چلنے والا) ایسا نہیں زمین میں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے اللہ کی اپنی رحمت کے ساتھ۔ جیسا کہ سورتِ ہود کی تمہید میں عرض کیا جا چکا ہے۔ سورتِ ہود میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی دعوت اور ان کی اُمتوں کا جو مقابلہ ہوا اس کو بیان فرمایا۔ پھر اُمتوں کا جو بُرا انجام ہوا اس کو بھی اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا۔

میرے بزرگو! انبیاء علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ انسانوں کا جو مقابلہ ہوتا ہے اس کی اصل اساس اور بنیاد یہ رزق کا مسئلہ ہوتا ہے۔ آپ قرآن مجید کی سورتِ ہود ہی میں دیکھ لیجئے۔ حضرتِ نوح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جب قوم کے سامنے دعوت پیش فرمائی، ان کو توحید کی دعوت دی۔ اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ تو انہوں نے جو جواب میں کہا۔ اس میں جواب کا حصہ یہ بھی ہے کہ کیا اے نوحؑ! ہم تیری بات مان لیں؟ ہم تیری بات اس لئے نہیں مانتے کہ تیرے پیروکار وہ لوگ ہیں هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْيِ (ہود ۲۷) جو ہمارے کمینے ہیں، جو بے وقوف قسم کے لوگ ہیں، تو اراذل اور کمینہ تو وہی ہوتا ہے، جس کے پاس روٹی کھانے کو نہ ہو، جس کے پاس کھانے کو ہو۔ وہ تو بڑا معزز بن جاتا ہے۔

اسی طرح قوم شعیب نے شعیب علیہ السلام کو کیا کہا؟ یہی کہا کہ اے شعیب! اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ط (ہود ۸۷) اے شعیب! تیری عبادت کیا یہی کہتی ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ ہمارے باپ دادا کے جو معبود ہیں ہم ان کو چھوڑ دیں؟ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ط یا ہم اپنے مالوں میں اپنی مرضی کے مطابق تصرّف کرنا چھوڑ دیں؟ جو تو کہتا ہے وہ مانیں؟

تو اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قوم شعیبؑ نے بھی شعیب علیہ السلام کی مخالفت مال کے مسئلے پر کی، رزق کے مسئلے پر کی۔ اور قوم ثمود اور قوم عاد، حضرت صالحؑ، حضرت ہود علیہ السلام کی قوم یہ ساری کی ساری قومیں جتنی تھیں بڑی اپنے زمانے کی متمدن اور مہذب کہلانے والی قومیں تھیں۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کا مقابلہ رزق کے مسئلے پر کیا۔ ایک طرف اپنے پیٹ کا مسئلہ تھا، ایک طرف رب العالمین کی اطاعت تھی۔ پیٹ کے مسئلے کو انہوں نے ترجیح دی۔

خود سید دو عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جو پیروکار ہیں، ابتدائی دور میں جب وہ مشرف بہ اسلام ہوتے ان کو منافقین نے سفہاء کہا۔ اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ط (البقرہ ۱۳) ہرقل کے دربار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوت بھیجی اس کو دعوت الی اللہ دی، دعوت الی الاسلام دی، ہرقل نے ابوسفیان سے (جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے) بُلا کر آپ کے متعلق چند سوالات کئے، تحقیق کی، ان میں ایک سوال یہ بھی کیا ہرقل نے "کیا غریب لوگ اس نبی کے پیروکار ہیں یا امراء؟" تو ابوسفیان نے یہی جواب دیا بَلْ فُقَرَاءُهُمْ۔ پھر دوسرا سوال ہرقل نے یہ کیا (بخاری کے شروع میں موجود ہے) "کیا اس نبی کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟" تو ابوسفیان نے کہا کہ نہیں کوئی بادشاہ نہیں گذرا۔ ان دونو باتوں پر ہرقل نے جو اس وقت بادشاہ تھا اپنے علاقے کا، یہ تبصرہ کیا کہ میں نے یہ دو باتیں بھی اس لئے پوچھیں اور سوالوں کے علاوہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم جب دنیا میں تشریف لائے اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان کے پیروکار بھی فقراء لوگ ہی پہلے ہوتے ہیں۔ فقراء سے مراد؟ مالی اعتبار سے کمزور۔ تو معلوم ہوتا ہے یہ بھی سچے نبی ہیں کہ ان کے پہلے پیروکار بھی کون لوگ ہیں؟ فقراء —— اور دوسری بات میں نے اس لئے پوچھی کہ اکثر لوگ یوں بھی کر سکتے ہیں کہ دعوےٰ کریں نبوت کا، رسالت کا، اور اس دعوے کی آڑ میں اپنے باپ دادا کا ملک گیا ہوا واپس لیں (بخاری میں موجود ہے) تو اس لئے میں نے دونو سوالات کئے تھے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق تو آپ نے دونو کا جب مجھے جواب دیا تو اس سے میری تسلی اور تشفی ہو گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نبیٔ برحق ہیں۔ اگر میں ان کے پاس ہوتا تو میں وہ پانی پیتا جس پانی کے ساتھ وہ نبی اپنے پاؤں دھوتا ہے (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)

تو معلوم ہوا میرے بزرگو کہ ہمیشہ دینِ حق اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے ساتھ جس چیز کا ٹکراؤ آتا ہے وہ رزق کا مسئلہ ہے۔ دیکھ لیں (اللہ تعالیٰ مجھے بھی آپ سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے) آج ہم خداوند تعالےٰ کی

نافرمانی کر ڈالتے ہیں اعمال میں، اپنی زندگی کے نشیب و فراز میں بہت سی باتیں ہم چھوڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کچھ فرماتے ہیں، ہم کچھ کر گذرتے ہیں' تو میرے بزرگو! اس کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ یہی پیٹ کا مسئلہ، بڑے بڑے لوگ، بڑے بڑے علماء، بڑے بڑے بلغاء، فصحاء، آج بھی، اس سے پہلے بھی، بعض پیٹ کے مسئلے میں ایسے پھنسے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے انہوں نے کوئی خاص بات رحمت کی حاصل نہ کی۔

ہمارے نصاب کی ایک کتاب "تلخیص المفتاح" میں ہے۔ علم المعانی' علم بیان اور علم بدیع میں۔ اس میں ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے ایک شعر لکھا ہے ؎

کَمْ مِنْ عَالِمٍ عَالِمٍ اَعْیَتْ مَعِیْشَتُہٗ
وَکَمْ مِنْ جَاھِلٍ جَاھِلٍ تَلْقَاہُ مَرْزُوْقًا

اے انسان! بڑے بڑے علماء تو دیکھے گا کئی ایسے علماء بھی ہیں، جن کے پاس نانِ جویں بھی نہیں، نانِ شبینہ کو وہ محتاج ہیں اور کئی جاہل ہوں گے جن کے پاس علم تو نہیں ہے مگر وہ رزق میں لدے پھندے ہوں گے ؎

ھٰذَا الَّذِیْ تَرَکَ الْاَوْھَامَ حَائِرَۃً
وَصَیَّرَ الْعَالِمَ النِّحْرِیْرَ زِنْدِیْقًا

یہی وہ مسئلہ ہے جس نے انسان کی عقلوں کو پریشان کر دیا۔ اور بڑے بڑے قابل عالموں کو زندیق بنا دیا (اللہ تعالےٰ ایسے نظریے سے بچاتے) بہرکیف آج جو ہمارا حال ہے میرے بزرگو! یہ رزق کا ہی مسئلہ ہے جو ہمیں اللہ تعالےٰ کے حضور میں پہنچنے سے روک دیتا ہے، ہم سے ایسے گناہ کرا لیتا ہے جو گناہ اللہ تعالےٰ کو بہت زیادہ ناپسند ہیں۔ ہم پھنس جاتے ہیں ایسے مسائل میں، یہ رشوت کا مسئلہ۔ آج دیکھئے ہم بے بس ہیں اس کو روکنے سے، یہ سُود کا مسئلہ، یہ گرانی کا مسئلہ، یہ چوری چکاری کا مسئلہ، انسانی حقوق کو پامال کرنے کا مسئلہ یہ سب کے سب کیوں ہیں؟ اس لئے ہیں کہ انسان نے رزق کے مسئلے کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش شروع کر دی ہے اور جب وہ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو اعتدال اور توازن سے وہ گذر جاتا ہے اس لئے قرآن مجید نے اس سورۃ ہود میں ایک مسئلہ بیان فرمایا عقیدے کا، عمل کا —
وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔ او انسانو! تم جس مسئلے میں اتنے پریشان ہو گئے، تم جس مسئلے میں راہِ حق سے ہٹ گئے، تم نے جس مسئلے کی وجہ سے میری دعوت کو چھوڑ دیا — یہ مسئلہ تو بالکل واضح اور بیّن سی بات ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ۔ کوئی بھی ایسا چارپایہ نہیں، کوئی بھی ایسا چلنے والا نہیں فِی الْاَرْضِ۔ اس سرزمین پر۔ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔ مگر وہ رزق جو ہے وہ تو اللہ کے ذمّے ہے۔ جو بات اللہ نے اپنے ذمّے لی تھی وہ تم نے اپنے ذمّے لے لی اور جو تمہاری ڈیوٹی تھی اس کو چھوڑ دیا۔

تمہاری ڈیوٹی تو کیا تھی؟ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ وَمَآ اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝ (الذاریات ۵۶ تا ۵۸) فرمایا کہ میں نے جن اور انس کو اس لئے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں، مجھے معبود سمجھیں اور رزّاق، ذوالقوۃ تو میری ذات ہے' طاقت ور، رزق دینے والا، رزق کا مسئلہ تو میرے حوالے ہے، اپنی رحمت کے ساتھ میں نے یہ ذمّہ لیا ہے۔

'خدا پر واجب نہیں ہے کہ روٹی دے' جس طرح خدا پر خلق واجب نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے آپ سب کو اور باقی چیزوں کو پیدا فرمایا۔ اسی طرح رزق کا مسئلہ پر اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمّے اپنی رحمت کے ساتھ لیا۔

تو فرمایا کہ اے انسان! جس مسئلے میں تو بڑا پریشان ہو رہا ہے وہ تو میرے ذمّے پر ہے۔ دآبۃ کہتے ہیں میرے بزرگو عربی زبان میں مَا یَدِبُّ عَلَی الْاَرْضِ۔ ہر اس چیز کو جو زمین پر چلے۔ فقہاء کی اصطلاح میں اس سے مراد چارپایہ ہے لیکن قرآنی لفظوں میں لغت کا معنیٰ معتبر ہے مَا یَدِبُّ عَلَی الْاَرْضِ ہر وہ چیز جو زمین پر چلے، زمین سے اپنا رزق حاصل کرے۔ تو فرمایا کوئی بھی دآبّۃ (یہاں پر یہ لفظ جانوروں کو بھی شامل ہے، پرندوں کو بھی شامل ہے، چرندوں کو بھی شامل ہے، ہر چیز کو شامل ہے) فرمایا کہ میں نے ہر چیز کا رزق اپنے ذمّے لازم کر دیا اور اس کے رزق کے لئے اُسے کوئی دُور جانا نہیں پڑتا، بلکہ زمین پر چلنے والے کا رزق ہے ہی زمین میں — اور ساری کائنات کا رزق میرے بزرگو! زمین میں ہے۔

یہ پرندے اور چرندے جو زمین پر چلتے پھرتے ہیں ان کو تو ہم دیکھتے ہی رہتے ہیں لیکن جو پرندے فضاؤں میں اُڑتے ہیں' یہ اپنا رزق کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟ زمین سے حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ رہتے گھونسلوں میں ہیں، اڑتے ہیں فضاؤں میں لیکن دانہ چگنے کے لئے پانی پینے کے لئے وہ زمین پر ہی آتے ہیں۔ "شیخ عطار" میں جہاں فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالےٰ کی توحید بیان فرمائی' اللہ تعالےٰ کی قدرتوں کو بیان کرتے ہوئے ایک قدرت اس شعر میں بھی بیان فرمائی ؎

آنکہ با مرغ ہوا ماہی دہد
بندگاں را دولت و شاہی دہد

فرمایا اے انسان! تو اگر خداوند تعالےٰ کو سمجھنا چاہے تو دیکھ ع

آنکہ با مرغ ہوا ماہی دہد

وہ اللہ جو ہوا میں اڑنے والے پرندے کو مچھلی کھلاتا ہے۔ ع

بندگاں را دولت و شاہی دہد

مٹی سے بنے ہوئے انسان کو، گوشت اور پوست کے انسان کو حکومت دے دیتا ہے۔

آپ میں سے اکثر احباب جانتے ہوں گے ایک نیلے رنگ کا پرندہ ہوتا ہے جسے ہماری بولی میں مچھی مار کہتے ہیں' وہ اڑتا تو فضا میں ہے لیکن وہ پانی میں مچھلی کا شکار کرتا ہے۔ وہ اوپر سے مچھلی کو دیکھتا ہے تو بڑی تیزی پھر لپکتا ہے پانی میں اور مچھلی کو شکار کر کے لے جاتا ہے۔ اب دیکھئے اس کو مچھلی کس نے دی؟ اللہ تعالےٰ نے۔ اُس کو کس نے سمجھایا؟ کس نے اس کا نشانہ پختہ کیا کہ نشانہ کبھی خطا ہی نہیں جاتا — تو اڑتا ہے وہ فضا میں اور مچھلی کہاں سے لیتا ہے؟ پانی سے — اور پانی کہاں ہے؟ زمین پر — (باقی آئندہ)

مدرسہ عربیہ فاروقیہ میں داخلہ

شجاع آباد۔ مدرسہ عربیہ فاروقیہ عیدگاہ روڈ شجاع آباد میں داخلہ شروع ہے۔ طلباء کو درس نظامیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نیز شعبہ تجدید و قرأت کی سرپرستی قاری اشفاق احمد صاحب فاضل مدرسہ مرکزی دارالترتیل لاہور کر رہے ہیں۔ طلباء کے خورد و نوش کا مدرسہ کفیل ہے۔

مولوی عبدالرشید عفی عنہ

اسلامی دستورِ حیات اور موجودہ طرزِ زندگی

ملازم حسین، بی کام، احمد پور سیال

میرے بزرگو اور بھائیو! اسلامی دستورِ حیات کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے مطابق زندگی کو بسر کیا جاتے یعنی اسلام نے ہمیں جو زندگی بسر کرنے کے طریقے بتاتے ہیں کیا ہم ان کے مطابق زندگی بسر کر رہے ہیں یا نہیں؟

حدیث میں آتا ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہٖ ویدہٖ۔ مسلمان حقیقت میں وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف نہ پہنچے۔ لیکن موجودہ دور میں مسلمان مسلمان بھائی کی بات سننے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا اگر کوئی راہِ راست پر چلنے کی ہدایت کرتا ہے تو اس کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ سبب المسلم فسوق و قتالہ کفر۔

میرے بھائیو! ایسا مسلمان جو مسلمانوں کو گالیاں دیتا ہے وہ ظالم ہے اور جو قتل کرتا ہے کافر کے مترادف ہے۔ خداوند تعالےٰ نے قرآن مجید میں واضح کر دیا ہے کہ رحماء بینھم و اشداء علی الکفار۔

آپس میں رحیم اور کفار کے مقابلہ میں سخت۔ لیکن آج ہمارے معاشرے میں یہ بیماری پیدا ہو گئی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تو گالیاں اور قتل و غارت کرنے پر کوشاں ہے لیکن کافر مردود کے ساتھ اس کے دوستانہ تعلقات ہیں، اس کے ساتھ نیک سلوک اور اچھے برتاؤ ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے کی عزت کو خاک میں ملایا جا رہا ہے۔ ہماری ترقی کو برقرار رکھنا، معاشرتی خرابیوں کو دور کرنا، غیر اسلامی رسومات کو ختم کرنا ہمارے محبوب علماء کرام کا اوّلین فرض ہے ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

میرے بھائیو! صرف حکومت کا ہی یہ فرض نہیں ہے کچھ حقوق آپ کے ذمے بھی ہیں۔ آپ کو بھی خدا نے عقلِ سلیم عطا کی ہوئی ہے اگر آپ اپنے دماغ پر زور دے کر دل کی گہرائی سے سوچیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ واقعی جو برائیاں پھیل رہی ہیں وہ ہم ہی سے سرزد ہو رہی ہیں۔

مسلمانو! احکامِ خداوندی پر عمل کر کے دنیا اور آخرت سنوار لو ورنہ قیامت کے دن بہت بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ملک میں جو ناچ گانے اور غیر اسلامی رسومات کی بیماریاں پھیل چکی ہیں ان کو ختم کرنے کی جلد از جلد کوشش کی جائے ورنہ ملک تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔ خدا کی قسم مجھے یہ الفاظ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ ہماری مملکت جو دنیا کی سب سے بڑی پانچویں اور واحد اسلامی مملکت ہے اس میں اسلامی طور طریقوں کا نام و نشان ہی نہیں کاش! یا تو ہم مسلمان نہ ہوتے اور جب مسلمان ہیں تو ہمیں اسلامی طریقوں کا اپنانا ازحد ضروری ہے۔

میرے عزیزو! آج کل ہمارے ملک میں رشوت کا دور دورہ ہے۔ خواہ کوئی کام ہو رشوت کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسی کے ساتھ سود بھی اسلام میں حرام قرار پایا ہے۔ لیکن پاکستان کے مسلمان سود کے بغیر زندگی بسر نہیں کر سکتے۔

مسلمانو! اگر تم صحیح طور پر مسلمان کہلانے کا حق رکھتے ہو تو حضورِ پُرنور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آخری خطبہ حجۃ الوداع کی تو لاج رکھ لو، جب آپؐ نے فرمایا تھا کہ آج سے سود حرام ہے۔

زناکاری، بدکاری اور فحاشی بھی ہمارے ملک میں کم نہیں۔ آج کے نیو ماڈرن مسلمان شادیوں پر کنجریوں کو بے پردہ کر کے نچاتے ہیں۔ اس سے زیادہ رذالت اور کیا ہو سکتی ہے۔ آج مسلمانوں کی بیٹیاں سربازار ننگی پھرتی نظر آ رہی ہیں صرف یہاں تک نہیں بلکہ جہالت کی انتہا اتنی ہے کہ خود اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو سینما دکھانے لے جا رہے ہیں۔ ادھر مسجد کا نام لینے والا نہیں ہے۔ مسجدیں سنسان پڑی ہیں لیکن سینماؤں کی رونق میں کمی واقع نہیں ہونے دیتے ـــ خدا کی قسم مغربی تہذیب نے بنی نوع انسان کو ننگا کر کے رکھ دیا ہے۔ کیا اسلام بازاروں میں سر ننگا اور کندھے پر گھونگھٹ رکھ کر لٹک لٹک کر چلنا سکھاتا ہے۔ میری ماؤں اور اپنی بیٹیوں کو قرآن مجید پڑھاؤ تاکہ نورانی زندگی بسر کر سکیں۔ انہیں چرخہ کاتنا سکھاؤ تاکہ امورِ خانہ داری میں مہارت حاصل ہو۔ آج کل کے نادان لوگ یہ آوازے کستے ہیں کہ ملک میں بے روزگاری ہے ـــ بھلا یہ تو بتاؤ کہ بے روزگاری کا مسئلہ پیدا نہ ہو جب آپ ہی نے افیون اور بھنگ کے ٹھیکے لے رکھے ہیں۔ ملک کے گوشہ گوشہ میں شراب نوشی اور جوا بازی چل رہی ہے۔ چونّی کماتا ہے اور دو روپے بھنگ پر خرچ کر دیتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے کہ ملک غریب ہے ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

نیک اعمالوں کا ذخیرہ بناؤ تاکہ آخرت سنور جائے کیا تجھے معلوم ہے کہ خدا نے تجھے کس لئے پیدا کیا۔ آؤ آپ کو قرآن مجید بتاتا ہے کہ:

خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔

؎ بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

•

؎ جو کرنی ہے جہانگیری محمدؐ کی غلامی کر
عرب کا تاج سر پر رکھ خداوندِ عجم ہو جا

دار المبلغین تحفظ ختم نبوت کا اجراء

تبلیغ دین و تردید باطل کا شوق رکھنے والے حضرات کی خدمت میں عرض ہے۔ دار المبلغین تحفظ ختم نبوت کا اجراء یکم محرم ۸۹ھ دن جمعرات سے دفتر تحفظ ختم نبوت ملتان میں ہو رہا ہے۔ محرم۔ صفر دو ماہ تعلیم جاری رہے گی۔ شرکاء کے قیام و طعام کا دفتر مرکزی ذمہ دار ہوگا۔ اپنی آمد سے ۲۰ ذی الحجہ تک مطلع فرمائیں۔

ناظم دفتر تحفظ ختم نبوت پاکستان (ملتان)

بقیہ خطبہ صدارت

اتحاد کے لئے وقف کردینی چاہئیں۔ ورنہ حشر کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہمارے گریبانوں میں ہوگا اور وہ سوال کر رہے ہوں گے کہ تم نے میری امانت کو جو کتاب و سنت کی شکل میں آپ کے پاس چھوڑ آیا تھا۔ کیوں پس پشت ڈال دیا اور تم نے میرے پیغام سے مسلسل اعراض و انحماض کیوں روا رکھا۔

اراکین جمعیۃ اور حضرات علمأ کرام! موجودہ حالات میں میری رائے کے مطابق ہمارے لئے ضروری اور لازم ہے کہ ہم آئین شریعت کے نفاذ کی آواز کو مؤثر اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے کم از کم مندرجہ ذیل مقاصد کو فوری طور پر اپنائیں۔

(۱) ملک کے دین پسند حلقوں میں اتحاد و اتفاق کی پوری کوشش کریں۔

(۲) طلباء جو مستقبل کے معمار اور قوم کا بہترین سرمایہ ہیں ان کی ذہنی و فکری اور عملی اور اخلاقی تربیت کی طرف فوری توجہ دیں اور ان میں دینی اقدار کو اجاگر کرنے کے لئے جامع منصوبہ بنائیں

(۳) ملک کی مزدور جماعتوں کی تنظیم کریں کیوں کہ ان سے بے نیاز رہ کر ہم آئندہ کوئی کام نہیں کرسکتے۔

(۴) زندگی کے ہر گوشے میں تحریر و تقریر کے ذریعہ عوام کی مکمل راہنمائی۔ اور اپنے اخلاق و عمل اور دلائل و براہین کے زور سے ان کے دلوں اور دماغوں میں یہ حقیقت راسخ کردیں کہ اسلامی نظام اور آئین شریعت دیگر تمام ادیان اور ازموں سے کہیں اعلیٰ و برتر ہے

(۵) عوام کی مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی اصلاح و ترقی کے لئے ایسی تعلیم گاہوں کا اجرا کرنا چاہیے جہاں مرتب و مسلسل لکچروں کے ذریعہ اس طرح تعلیم دی جائے کہ ہر مہینے کا ایک معین کورس ہو اور اس میں ایک خاص مقدار کی مفید اور ضروری معلومات موجود ہوں۔

(۶) کوشش کریں کہ جمعہ کے خطبات کی اصلاح ہو اور ان کے ذریعہ ضروری اور مفید معلومات سامعین کو ہفتہ وار مل سکیں۔ چنانچہ اس پروگرام کے نفاذ کے لئے لکچروں کی ترتیب و اشاعت ضروری ہے اور اس کا خود جمعیۃ علماء اسلام کو دین پسندوں کے تعاون سے انتظام کرنا چاہیے۔

حضرات! آخر میں ان معروضات کے بعد میں اللہ تعالیٰ سے توفیق عمل کے لئے دست بدعا ہوں اور صرف اس قدر کہنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ کہ اگر ہماری نیتیں اخلاص سے اور ہمارے قلوب ایمان کی حلاوت سے خالی نہیں ہیں۔ تو ہمیں راہ کی مشکلات پر نہیں بلکہ رہنمائے حق کی دستگیری پر نظر رکھنی چاہیے

ان الفاظ کے ساتھ میں اہالیانِ ڈیرہ اسمٰعیل خان اور جمعیت علمأ اسلام ڈیرہ کے قابل فخر رہنماؤں اور اراکین کو اس کانفرنس کے بروقت انعقاد پر ایک مرتبہ پھر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان کانفرنس کو "آئین شریعت" کے نفاذ کے لئے سنگ میل بنادے۔ آمین"

جزائر فیجی میں پہلا دینی مدرسہ

جزائر فیجی جنوبی بحر الکاہل میں وطن عزیز سے چودہ ہزار میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ یہ جزائر انگریزوں کی نوآبادی ہے۔ مسلمان چالیس ہزار کی تعداد میں موجود ہیں۔ جہاں انگریز وہاں مرزائی" کے اصول کے تحت مرزائیوں کے دونوں گروہوں قادیانی اور لاہوری کے دفاتر وہاں موجود ہیں۔ مسلمانان فیجی نے مسلم لیگ فیجی کے نام سے ایک تنظیم قائم کی ہوئی ہے۔ آج سے چار سال قبل سیکرٹری مسلم لیگ فیجی نے مولانا محمد علی صاحب امیر مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نام دینی خط میں اس گروہ کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ حضرت امیر نے چار برس بذریعہ کتب و رسائل تبلیغ دین اور تردید مرزائیت کا کام کیا پھر مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر انگلینڈ سے فیجی تشریف لے گئے۔ مولانا لال حسین صاحب کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہو کر اہل اسلام دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ لٹوکا (فیجی) میں مسلم لیگ کا کنونشن ابتداء فروری ۶۹ء میں منعقد ہوا۔ جناب ایم۔ ٹی۔ خان نائب جنرل سیکرٹری مسلم لیگ فیجی امیر مرکزیہ مولانا محمد علی صاحب کے نام دینی خط میں رقم طراز ہیں ۲ فروری ۶۹ء کو لٹوکا میں مسلم لیگ جزائر فیجی کا کنونشن منعقد ہوا جس میں جزائر بھر کے نمائندگان مسلم لیگ نے شرکت کی۔ اسلامی اخوت۔ تبلیغ اسلام اور تعلیم دین کے متعلق آپ کا مرسلہ پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ اسی موضوع پر مناظر اسلام مولانا لال حسین نے خطاب کیا۔ چنانچہ اسی وقت مدرسہ تعلیم القرآن لٹوکا کا اجراء کیا گیا۔ جس کا انتظام مجلس تحفظ ختم نبوت جزائر فیجی کرے گی۔ ۱۵۔ طلباء کے قیام و طعام کا انتظام کیا گیا۔ ایک ہزار پونڈ سرمایہ جمع ہو کر بورڈنگ و مدرسہ کی تعمیر کا کام شروع کردیا گیا ہے۔ مولانا عبدالمجید صاحب۔ فاضل دار المبلغین تحفظ ختم نبوت ملتان، (پاکستان) صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اس سے قبل جزائر میں دینی تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا۔ حتیٰ کہ قرآن کریم کے ناظرہ و حفظ کا بھی کوئی خاص انتظام نہ تھا۔

تعلیم دین کے لئے یہ پہلی کوشش ہے۔ اس کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ اور اپنے مفید مشورہ سے رہنمائی فرماتے رہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت جزائر فیجی اس سلسلہ میں مرکز ملتان سے رابطہ قائم رکھیں گی۔

(دعاؤں کا طالب ایم۔ ٹی۔ خاں نائب جنرل سیکرٹری فیجی مسلم لیگ)

دارالعلوم ربانیہ کا انتیسواں سالانہ

بتاریخ ۲۵/۲۶/۲۷ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۵/۱۶/۱۷ مارچ ۱۹۶۹ء بروز ہفتہ، اتوار، سوموار

حضرات موجودہ دور میں معاشرہ کے بگاڑ کی وجہ سے اطراف عالم میں فتنہ و فساد برپا ہے لہٰذا دین دار طبقہ اس کوشش میں ہے کہ کسی طرح سے معاشرہ کی اصلاح ہو جائے اور یہ پرفتن دور دینی ماحول میں تبدیل ہو جائے۔ اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ معاشرہ کی اصلاح کتاب و سنت کے بغیر مشکل ہے۔ اس لئے انجمن دارالعلوم ربانیہ نے مندرجہ ذیل علماء کرام و مشائخ عظام کو دعوت دی تاکہ اہل علاقہ کو کتاب و سنت کی روشنی میں معاشرہ کی اصلاح کا حل پیش کریں لہٰذا اہل علاقہ سے پرزور درخواست ہے کہ مع احباب تشریف لا کر عنداللہ ماجور و عندنا ممنون ہوں۔

حضرت مولانا خیر محمد صاحب، مولانا حامد میاں صاحب شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور، مجاہد قوم مولانا محمد علی صاحب جالندھری، مولانا مفتی محمود صاحب، مولانا محمد عبداللہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال، مولانا عبدالعزیز صاحب ساہیوال، مولانا عبدالشکور دین پوری، مولانا عبدالقادر صاحب آزاد مولانا حبیب اللہ صاحب ساہیوال مولانا ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین لاہور، صوفی محمد حنیظ ساہیوال، حافظ محمد شریف منچن آبادی، شاعر اسلام امین گیلانی صاحب شیخوپورہ

مدرسہ لائل پور سے سمندری، رجانہ، چیچہ وطنی، پیر محل جانے والی پختہ سڑک نزد اڈہ پھلور متصل پل سونڈھ واقع ہے (۲) دور سے آنے والے حضرات کے خورد و نوش کا انتظام بذمہ انجمن ہوگا موسم کے مطابق بستر ہمراہ لاویں (۳) پہلا اجلاس بروز ہفتہ دن کے دس بجے شروع ہو جائے گا۔ اسی دن قبل از نماز ظہر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب اشعر کا بیان اور بعد از نماز ظہر قاطع بدعت حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب کا خطاب ہوگا۔ (۴) فارغ التحصیل علماء و حفاظ کی دستار بندی اور تقسیم اسناد بھی ہوں گی (۵) مجلس شوریٰ کا اجلاس مورخہ ۲۰ مارچ بروز اتوار احاطہ دارالعلوم میں ہوگا۔ اراکین حضرات مطلع رہیں۔ الداعیان الی الخیر

(صوفی) حسن علی ربانی ناظم تبلیغ دارالعلوم ربانیہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ لائلپور

بچوں کا صفحہ

ایمان افروز کہانیاں

ابو الوباعظ محمد امین

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کا زمانہ خلافت تھا۔ جب ایک جنگ میں جانے کے لئے تیار ہوئے، تو تلاش کے باوجود آپ کی زرہ نہ ملی وہ زرہ ایک یہودی سے برآمد ہوئی حضرت علیؓ نے جب اس سے پوچھا تو وہ اس زرہ کو اپنی ملکیت بتانے لگا۔ مقدمہ قاضی تک پہنچا۔ قاضی نے حضرت علیؓ سے گواہ طلب کئے تو آپؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ اور غلام قنبر کا نام لیا۔ لیکن قاضی شریح نے یہ کہہ کر اسے مسترد کر دیا کہ باپ کے لئے بیٹے اور آقا کے لئے غلام کی شہادت قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ یہودی یہ حالت دیکھ کر حیران رہ گیا اور وہ نہ صرف مشرف بہ اسلام ہوا بلکہ زرہ بھی حضرت علیؓ کو واپس دے دی۔ عدالت امیر المومنین کی حاضری، قاضی صاحب کا انصاف اور یہودی کا ایمان لانا ایسے حقیقی واقعات ہیں کہ ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

نیا شہر

۵۰ھ میں شمالی افریقہ کے فوجی گورنر عقبہ بن نافع نے تیونس کے علاقہ میں ایک نیا شہر بسانے کا ارادہ کیا۔ مگر اس جگہ ایک گھنا جنگل تھا جس میں حشرات الارض اور خونخوار درندے بکثرت پائے جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر لشکریوں نے اپنے سالار سے کہا کہ اس جگہ شہر بسانا ناممکن نظر آتا ہے سالار نے جواب دیا۔ تم خدا کے سپاہی ہو۔ یہ کیڑے مکوڑے اور درندے تمہیں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ تمہارے مقابلہ کی سکت رکھتے ہیں۔ اس لشکر میں رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابیؓ اور تابعی بھی موجود تھے۔ آخر سپہ سالار افواج اسلامیان جنگل کے کنارے پر پہنچا۔ پہلے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر دیر تک نہایت خشوع و خضوع سے بارگاہ رب العزت میں دعا کی اور پھر کہا کہ جنگل کے مکینو! درندو! بھیڑیو! اور سانپو! ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خادم اور اللہ کے سپاہی ہیں ہم یہاں ایک شہر بسانا چاہتے ہیں۔ میں خدا کے نام پر حکم دیتا ہوں کہ تم تین دن کے اندر اندر یہاں سے چلے جاؤ اور اس جنگل کو خالی کر دو۔ اگر اس مدت کے بعد کوئی زہریلا جانور یہاں دیکھا گیا تو بلا تاخیر اسے ہلاک کر دیا جائے گا۔

یہ عجیب و غریب حکم سن کر جنگل کی تمام مخلوق، چوپائے، رینگنے والے زہریلے جانور گروہ در گروہ خاموشی کے ساتھ جنگل سے نکل گئے یہاں تک کہ کوئی موذی جانور وہاں نہ رہا۔ جب میدان پوری طرح صاف ہو گیا تو عقبہ بن نافع نے اس جگہ شہر کی بنیاد ڈالی اور اس کا نام قیروان رکھا۔ سچ ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور سنیئے:-

ایک دفعہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک صحابی ایک محاذ سے مدینہ کی طرف آ رہا تھا۔ راستے میں جنگل تھا وہ صحابی جنگل میں راستہ بھول گیا۔ ادھر سے ایک شیر نکل آیا۔ جسے دیکھ کر وہ صحابی کہنے لگا۔ اے جنگل کے بادشاہ! میں دو جہان کے بادشاہ کا غلام ہوں ایک ضروری پیغام لے کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں جا رہا ہوں راستہ بھول گیا ہوں۔ مجھے رستہ بتا لکھا ہے کہ وہ شیر پالتو جانور کی دُم ہلا کر آگے بڑھا اور اس صحابی کو صحیح راستے پر ڈال دیا۔

تو از حکم داور گردن مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

باری تعالیٰ

حمد

مرسلہ: طالب حسین طالب لاہور

تُو ہے دو عالم کا والی — یا رب تیری شان ہے عالی
تیری قدرت کے ہیں مظہر — پتّہ پتّہ ڈالی ڈالی
یا رب تیرا ذکر ہے کرتی — کُو، کُو کر کے کوئل کالی
تیری ذات ہے قائم دائم — باقی ہر شے نقشِ خیالی
چاند میں تیرا نور ہے مولا — سُورج میں ہے تیری لالی
مُفلس ہو یا کوئی شہنشاہ — سب ہیں تیرے در کے سوالی

نظرِ کرم سے بھر دے یا رب
طالب کی ہے جھولی خالی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۴ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۷۹/۳۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۱۱۲G/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

گلدستہ صد احادیث نبوی

مرتبہ حضرت مولانا الحاج مولوی محمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا ارشاد فرمایا ہے۔ صحابہ کرام نے حضور انور کو دیکھا آپ کے ارشادات سنے آپ کے افعال کا مشاہدہ کیا اور آپ کا اتباع کر کے رضائے الٰہی کا تمغہ حاصل کیا اور جنت میں جا پہنچے۔ موجودہ علوم میں سے جو علم آپ کے اقوال و افعال کا ترجمان ہے۔ وہ علم حدیث ہے جو شخص اسوۂ حسنہ نبویہ کو معلوم کرنا چاہے۔ وہ علم حدیث کے بغیر معلوم کر ہی نہیں سکتا گلدستہ صد (۱۰۰) احادیث نبوی میں مختلف مضامین کی سو حدیثیں جمع کی گئی ہیں اور وہ فقط بخاری شریف اور صحیح مسلم سے انتخاب کی گئی ہیں۔ کسی حدیث کا متن اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ تاکہ مسلمان بآسانی یاد کر سکیں۔ ان ارشادات پر انسان عمل کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نجات یقینی ہے۔

ہدیہ ۴۰ پیسے محصولڈاک ۱۵ پیسے

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ لاہور

شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

مرتبہ حضرت مولینا حاجی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

بس مختصر سے رسالہ میں ذات باری تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہر ایک اسم کی تشریح و وضاحت نہایت ہی عمدہ اور عام فہم پیرایہ میں کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ اگر انسان ان اسماء کا مظہر بننا چاہے تو اپنے اندر کون کی خصوصیات۔ کس طرح تخلق بنانے۔ رزق سبحانہ تعالیٰ کی ہر صفت کے سامنے کس طرح حق عبودیت ادا کرے؟
یہ مضمون کو عام فہم بنانے کیلئے عند الضرورت حجۃ الاسلام امام غزالی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح کی تصریحات بھی درج ہیں۔
اس رسالہ کے اخیر میں ہندوستان کے محقق علمائے کرام کی تصدیق آراء بھی موجود ہیں رسالہ کا حجم سرکاری درسی کتب کے ۵۰ صفحات جتنا ہے کتابت عمدہ

قیمت ۵۰ پیسے محصولڈاک ۱۵ پیسے

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

تحشیۂ جدیدہ

دیدہ زیب — رنگین

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے

ھدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	-/۱۲ روپے	-/۹ روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے

وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ملفوظات طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

ہدیہ رعایتی ۲/۲۵، محصولڈاک ایک روپیہ
کل ۳/۲۵ روپے
بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہو گی۔

ملنے کا پتہ

دفتر انجمن خدام الدین، شیرانوالہ دروازہ، لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔